سلسلہ : رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: بارہویں

رسالہ نمبر 3

رحیق الاحقاق ۱۳۱۱ھ
فی کلمات الطلاق

طلاق بائن کے الفاظ کی تعداد اور ان کی تفصیل کے بیان میں

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رحیق الاحقاق فی کلمات الطلاق ۱۳۱۱ھ

(طلاق بائن کے الفاظ کی تعداد اور ان کی تفصیل کے بیان میں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

مسئلہ ۲۶۸: ازبڑودہ ضلع گجرات کلاں ٹھکانہ پائیگاہ قاسم حالہ مرسلہ غلام حسین حالہ ۱۱ جمادی الاخری ۱۳۱۱ھ

کیافرماتے ہیں عالم شریعت محمدی صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا، چند روز بعد اُس کے خاوند نے طلاق بائن دی جائز یانہیں؟ عورت فاحشہ ہے خاوند نے طلاق بائن دیا جائز ہے یانہیں؟ طلاق بائن کسے کہتے ہیں؟ طلاق بائن کا کیا طریقہ ہے؟ طلاق بائن کس طور سے دیتے ہیں؟ جس وقت چاہے خاوند اپنی عورت کو طلاق بائن دے سکتا ہے یانہیں؟ مع مہر و نام کتاب عبارت عربی ترجمہ اردو، خلاصہ تحریر فرمایئے، اس کا اجر آپ کو خداوند کریم عطا کرے گا۔ **بینوا توجروا۔**

الجواب:

بائن وُہ طلاق جس کے سبب عورت فورًا نکاح سے نکل جائے، اگر بعد نکاح ابھی وطی وجماع کی نوبت نہ پہنچی اگرچہ خلوت ہوچکی ہو تو طلاق دی جائے بائن ہی ہوگی۔

فی التنویر والدر ورد المحتار الخلوۃ لاتکون کالوطی فی حق الرجعۃ لارجعۃ لہ بعد الطلاق الصریح بعد الخلوۃ بحر ای لوقوع الطلاق بائنا[1] اھ بالالتقاط۔	تنویر، در، ردالمحتار میں ہے کہ بیوی سے رجوع کے معاملہ میں خلوت، وطی کی طرح نہیں، یعنی خلوت کے بعد اور جماع سے پہلے طلاق دی ہو تو اس صریح طلاق کے بعد بیوی سے رجوع نہیں ہوسکتا ہے، بحر___ کیونکہ صریح طلاق قبل از جماع بائنہ ہوتی ہے اھ ملتقطا (ت)

یونہی جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں خواہ ایک بار میں خواہ دس برس میں، تو وُہ بھی بائن ہوجاتی ہیں بلکہ وُہ بائن کی قسم اکبر ہیں کہ پھر بے حلالہ اس سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ بائن کی تیسری صورت وہ طلاق کہ مال کے بدلے دی جائے مثلاً شوہر نے کہا میں بعوض ہزار روپیہ تجھے طلاق دی یا تیرے مہر کے بدلے طلاق دی، اور عورت نے قبول کرلیا، یا عورت نے کہا میں نے اپنے مہر یا فلاں قرض سے تجھے بری کیا اس شرط پر کہ تُو مجھے طلاق دے دے، مرد نے دے دی، یا مرد نے کہا جتنے حق عورتوں کے شوہروں پر ہوتے ہیں اُن سب سے مجھے بری کر، اس نے کہا بری کیا، اس نے فوراً کہا میں نے طلاق دی، کہ اس میں اگرچہ صراحۃً ذکرِ عوض نہ تھا مگر صورتِ حال دلیل معاوضہ ہے،

فی التنویر الواقع بالطلاق علی مال طلاق بائن[2] اھ وفی ردالمحتار ارادبالمال مایشمل الابراء منہ حتی لو قالت ابرأتك عمالی علیك علی طلاق ففعل بریٔ و بانت، بحر عن البزازیۃ وفی الفتح اٰخر الباب قال ابرئینی من کل حق یکون للنساء علی الرجال ففعلت فقال فی فورہ طلقتك وھی مدخول بھا یقع بائنا لانہ بعوض[3]۔	تنویر میں ہے کہ مال کے عوض طلاق، بائنہ طلاق ہوگی اھ، اور ردالمحتار میں ہے کہ مال سے مراد عام ہے نقد ہو یا خاوند کے ذمہ اگر بیوی کا مال ہو مثلاً مہر وغیرہ تو طلاق کے عوض بیوی کا خاوند کو اپنے حق سے بَری کرنا حتی کہ اگر بیوی نے کہہ دیا کہ طلاق کے عوض میں تجھے اپنے حق سے بری کرتی ہوں، اور اس نے طلاق دے دی تو یہ طلاق بائنہ ہوگی، بحر نے اس کو بزازیہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے، اور فتح میں اس باب کے آخر میں ہے خاوند نے کہا تو مجھے ہر ایسے حق سے بَری کردے جو عورتوں کا مردوں کے ذمّہ ہوتا ہے، اور بیوی نے ایسے کردیا تو خاوند نے فوری طور پر کہہ دیا میں نے تجھے طلاق دی، اگر بیوی مدخولہ ہو تو یہ طلاق بائنہ

[1] ردالمحتار باب المھر داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۳۴۲

[2] درمختار باب الخلع مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۴۵

[3] ردالمحتار باب الخلع داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۵۶۰

ہوگی کیونکہ یہ طلاق بالعوض ہے۔(ت)

چوتھی جو طلاق کسی قسم کی دی گئی اور بغیر رجعت ہُوئے عدّت گزر گئی وہ طلاق بھی بائن ہوگی۔ان چاروں صورتوں میں کسی لفظ کی تخصیص نہیں سب الفاظ ایک ہی حکم رکھتے ہیں۔

پانچواں یہ کہ عورت سے جماع ہولے اس کے بعد طلاق دے اور گنتی بھی تین تک نہ پہنچے،نہ مال کے بدلے طلاق ہو نہ عدّت گزرے، بااں ہمہ طلاق دیتے ہی بائن ہوجائے اس کے لئے الفاظ مقرر ہیں کہ ان لفظوں سے کہا تو بائن ہوگی اور ان سے کہا تو رجعی کہ عدّت کے اندر رجعت کا اختیار دیا جائیگا مثلاً اگر زبان سے کہہ دے کہ میں نے تجھے اپنے نکاح میں پھیر لیا تو عورت نکاح سے نکلنے نہ پائے گی بدستور زوجہ رہے گی اور حکمِ طلاق زائل نہ ہوگا۔

بائن کے بعض الفاظ یہ ہیں:

۱جا، ۲نکل، ۳چل، ۴روانہ ہو، ۵اٹھ، ۶کھڑی ہو، ۷پردہ کر، ۸دوپٹہ اوڑھ، ۹نقاب ڈال، ۱۰ہٹ، ۱۱سرک، ۱۲جگہ چھوڑ، ۱۳گھر خالی کر، ۱۴دور ہو، ۱۵چل دور، ۱۶اے خالی، ۱۷اے بَری بیفتح با، ۱۸اے جدا، ۱۹تو مجھ سے جدا ہے، ۲۰میں نے تجھ بے قید کیا، ۲۱میں نے تجھ سے مفارقت کی، ۲۲تو جدا ہے،

فی الدرفنحواخرجی واذھبی وقومی تقنعی،تخمری، استتری،انتقلی انطلقی،اغربی، اعزبی،من الغربۃ اومن العزوبۃ یحتمل ردا، ونحو خلیۃ،بریۃ،حرام بائن،ومراد فھا کبتۃ بتلۃ یصلح سبا، انت حر ۃ،سرحتک،فارقتك لایحتمل السب والرد، ففی حالۃ الرضی تتوقف الاقسام علی نیۃ[4] (ملتقطا)۔	دُر میں ہے، نکل جا، چلی جا، کھڑی ہو جا،پردہ کر،دوپٹہ اوڑھ، ہٹ جا،جگہ چھوڑ،دُور ہو،خالی ہو۔اغربی یا اعزبی غربت یا عزوبت سے ہے،یہ الفاظ جواب کا بھی احتمال رکھتے ہیں، اوراکیلی،اے بَری یا حرام یا بائنہ،یہ الفاظ اور ان کے ہم معنٰی جیسے،تو مجھ سے جدا ہے،میں نے تجھے آزادی دی،ڈانٹ کا احتمال بھی رکھتے ہیں،اور،تو مجھ سے آزاد ہے، میں نے تجھے بے قید کیا،میں نے تجھ سے مفارقت کی،یہ الفاظ ڈانٹ اور جواب کا احتمال نہیں رکھتے،یہ تمام اقسام رضا کی حالت میں کہے ہوں تو نیت پر موقوف ہوں گے۔(ت)

[4] درمختار باب الکنایات مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۲۴

[۲۳] رستہ ناپ، [۲۴] اپنی راہ لے کنّایتان عن الذھابیہ دونوں کنایہ ہیں، جانے، سے۔(ت) [۲۵] کالامنہ کر، [۲۶] چال دکھا، [۲۷] چلتی بن، [۲۸] چلتی نظرآ، [۲۹] دفع ہو، [۳۰] دال فے عین ہو، [۳۱] رفوچکر ہو، [۳۲] پنجرا خالی کر، [۳۳] ہٹ کے سڑ، [۳۴] اپنی صورت گما، [۳۵] بستر اٹھا، [۳۶] اپنا سُوجھتا دیکھ، [۳۷] اپنی گٹھڑی باندھ، [۳۸] اپنی نجاست الگ پھیلا، [۳۹] تشریف لے جایئے، [۴۰] تشریف کا ٹوکرا لے جایئے، [۴۱] جہاں سینگ سمائے جا، [۴۲] اپنا مانگ کھا، [۴۳] بہت ہوچکی اب مہربانی فرمایئے، کلھا کنایۃ عن البعد والذھابیہ سب دُور ہونے، اور جانے سے، کنایہ ہیں۔(ت) [۴۴] اے بے علاقہ ہو کقولہ بتۃ بتلۃ" بے علاقہ ہو" کہا تو بتۃ اور بتلۃ کی طرح ہے۔(ت) [۴۵] منہ چھپاؤ، کقولہ تقنعی تخمری استتری پردہ کر، اوڑھنی لے، نقاب ڈال، کی طرح ہیں۔(ت) [۴۶] جہنم میں جا، [۴۷] چولھے میں جا، [۴۸] بھاڑ میں جاپڑ،

فی فروع الدر اذھبی الی جھنم یقع ان نوی خلاصۃ[5]۔	دُر کے فروعی مسائل میں ہے: جہنم میں جا، کہا، اگر طلاق کی نیت کی تو طلاق ہوجائے گی، خلاصہ۔ت

[۴۹] میرے پاس سے چل، [۵۰] اپنی مراد پر فتح مند ہو، [۵۱] میں نے نکاح فسخ کیا، [۵۲] تو مجھ پر مثل مردار یا [۵۳] سوئر یا [۵۴] شراب کے ہے

فیھا ایضًا وکذا اذھبی عنی وافلحی وفسخت النکاح وانت علی کالمیتۃ اوکلحم الخنزیر اوحرام کالماء[6]۔	اسی میں ہے اور یُوں ہی اگر کہا میرے پاس سے چلی جا، اپنی مراد پر کامیاب ہو، میں نے نکاح فسخ کیا، تو مجھ پر مردار کی طرح ہے، تُو مجھ پر خنزیر کی طرح یا شراب کی طرح ہے۔ت

نہ مثل بھنگ یا افیون یا مال فلاں یا زوجہ فلاں کے،

فی ردالمحتار تحت قول الدر انت علی کالمیتۃ والمراد التشبیہ بما ھو محرم العین کالخمروالخنزیر و المیتۃ فالحکم فیہ کالحکم فی انت علی حرام بخلاف مالوقال انت علی کمتاع فلاں فلایقع وان نوی افادہ فی الذخیرۃ[7]۔	ردالمحتار میں درمختار کے قول "تو مجھ پر مردار کی طرح ہے" سے مراد وہ چیز ہے جو قطعی حرام ہے جیسے شراب، خنزیر اور مردار۔ ان کا حکم وہی ہے جو "تو مجھ پر حرام ہے" کا ہے، اس کے بخلاف اگر اس نے کہا "تو مجھ پر فلاں کے مال کی طرح ہے" اس میں نیت کی ہو تب بھی طلاق نہ ہوگی، ذخیرہ میں یہ افادہ کیا۔(ت)

[5] درمختار باب الکنایات مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۲۶

[6] درمختار باب الکنایات مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۲۶

[7] ردالمحتار باب الکنایات داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۷۴

۵۵تو مثل میری ماں یا ۵۶بہن یا ۵۷بیٹی کے ہے اور یُوں کہا کہ تُو ماں بہن بیٹی ہے تو گناہ کے سوا کچھ نہیں،

فی الدر وان نوی بانت علی مثل امی او کامی وکذالو حذف علی، خانیہ برا او ظہارا او طلاقا، صحت نیتہ ووقع مانواہ لانہ کنایۃ والاینو شیئا او حذف الکاف لغا وتعین الادنی ای البر یعنی الکرامۃ ویکرہ قولہ انت امی ویابنتی ویااختی ونحوہ[8]۔	دُر میں ہے اگر بیوی کو کہا "تُو مجھ پر میری ماں کی طرح" لفظ مثل یا کاف کو تشبیہ کے لیے ذکر کیا، اور یوں ہی اگر لفظ علیؔ (مجھ پر) کو حذف کر دیا ہو اور خدمت یا ظہار یا طلاق جو بھی نیت کرے گا وہی حکم ہوگا، ہر ایک کی نیت صحیح ہوگی کیونکہ یہ لفظ کنایہ ہے، اور کچھ بھی نیت نہ تھی یا تشبیہ کے لفظ کو حذف کر دیا ہو تو یہ لغو کلام ہوگا، اور صرف ادنٰی معنی یعنی خدمت وکرامت مراد ہوگا، اور "تُو میری ماں ہے اور اے میری بیٹی اے میری بہن" جیسے الفاظ مکروہ ہیں۔ (ت)

۵۹تیری گلوخلاصی ہُوئی، ۶۰تو خالص ہوئی فی ردالمحتار انت خالصۃ[9] (ردالمحتار میں ہے: تُو خالص ہوئی۔ت) ۶۱حلالِ خدا، یا ۶۲حلالِ مسلمانان ۶۳یا ہر حلال مجھ پر حرام، ۶۴تو میرے ساتھ حرام میں ہے،

الکل فی الشامی کما یأتی صریحا وخالف فیہا المتاخرون ائمتنا المتقدمین فقالوا لاحاجۃ الی النیۃ لانہ المتعارف **قلت** وفی بلادنا قد انعدم التعارف فاٰل الامر الی ماکان علیہ قال الشامی ان المتاخرین خالفوا العرف الحادث فیتوقف الاٰن وقوع البائن بہ علی وجود العرف۔	یہ تمام فتاوٰی شامی میں ہے جیسا کہ آئندہ صراحتًا آئے گا، ان میں متاخرین فقہاء نے ہمارے متقدمین ائمہ کی مخالفت کی ہے اور کہا ان الفاظ میں نیت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ طلاق میں عُرف بن چکے ہیں، **قلت** (میں کہتا ہوں) ہمارے علاقہ میں یہ عُرف نہیں ہے تو یہ الفاظ اپنے اصل پر لوٹ آئیں گے، علامہ شامی نے فرمایا: متاخرین نے جدید عُرف کی بنا پر خلاف کیا تو اس کے ساتھ وقوع بائن وجود عرف پر موقوف ہوگا۔ (ت)

۶۵میں نے تجھے تیرے ہاتھ بیچا اگر کسی عوض کا ذکر نہ کرے،

فی ردالمحتار عن الخانیۃ ولو قال بعت نفسک منک فقالت اشتریت یقع	ردالمحتار میں خانیہ سے منقول ہے کہ اگر خاوند نے بیوی کو کہا کہ "میں نے تجھے تیرے پاس فروخت کیا" تو

[8] درمختار باب الظہار مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۴۹

[9] ردالمحتار باب الکنایات داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۶۲

طلاق بائن لان بیع نفسہا تملیك النفس من المرأۃ وملك النفس لایحصل الابالبائن فیکون بائنا [10] اھ۔	بیوی نے کہا میں نے خریدا، تو بائنہ طلاق ہوجائیگی، کیونکہ بیوی کو اس کے پاس فروخت کرنا بیوی کو اپنے نفس کا مالک بنانا ہے نفس کی ملکیت بیوی کو بغیر بائنہ طلاق کے حاصل نہیں ہوسکتی، لہٰذا بائنہ طلاق ہوگی اھ۔ (ت)

اقول: (میں کہتاہُوں) یہاں عورت کے اس کہنے کی بھی حاجت نہیں کہ میں نے خریدا،

لانه تملیك نفسها منها وهی لاتملك نفسها الابالبائن بخلاف ماسیجئی من قوله بعت منك طلاقك فانه تملیك الطلاق منها فکان تفویضا فاشترط قبولها۔	کیونکہ یہ بیوی کو اپنے نفس کا مالک قرار دینا ہے تو بیوی اپنے نفس کی مالک بائنہ طلاق کے بغیر نہیں بن سکتی، اسکے بخلاف جو آئندہ عنقریب آئے گا کہ خاوند اگریُوں کہے "میں نے تجھے تیری طلاق فروخت کی" تو اسے یہ طلاق کا مالک بنانا ہُوا لہٰذا یہ خاوند کا بیوی کو طلاق تفویض کرنا ہے جس میں بیوی کا قبول کرنا شرط ہے۔ (ت)

[٦٦] میں تجھ سے باز آیا، [٦٧] میں تجھ سے در گزرا فی ردالمحتار عدّیت عنہا [11] (ردالمحتار میں ہے: میں تجھ سے در گزرا۔ ت) [٦٨] تُو میرے کام کی نہیں، [٦٩] میرے مطلب کی نہیں، [٧٠] مصرف کی نہیں کما حققناہ علی ھامش ردالمحتار (جیسا کہ ہم نے ردالمحتار کے حاشیہ میں اس تحقیق کی ہے۔ت) [٧١] مجھے تجھ پر کوئی راہ نہیں، [٧٢] کچھ قابو نہیں، [٧٣] ملک نہیں، [٧٤] میں نے تیری راہ خالی کردی، [٧٥] تو میری ملک سے نکل گئی، [٧٦] میں نے تجھ سے خلع کیا، [٧٧] اپنے میکے بیٹھ، [٧٨] تیری باگ ڈھیلی کی، [٧٩] تیری رسّی چھوڑدی، [٨٠] تیری لگام اتارلی، [٨١] اپنے رفیقوں سے جامل،

فی الھندیة وألحق ابویوسف رحمه اللہ تعالٰی بخلیة وبریّة وبتّة وبائن وحرام اربعة اخری ذکرها السرخسی فی المبسوط وقاضی خان فی شرح الجامع الصغیر واخرون وهی لاسبیل لی علیک، لاملك لی علیک، خلیت سبیلک، فارقتک، ولارواية فی خرجت من ملکی قالواھو	ہندیہ میں ہے امام ابویوسف رحمہ اللہ نے خلیۃ، بریۃ، بتۃ، بائن اور حرام کے الفاظ کے ساتھ دیگر چار الفاظ کو ملحق کیا ہے ان دیگر چاروں کو امام سرخسی نے مبسوط میں اور قاضیخاں نے شرح جامع صغیر میں اور دوسرے حضرات نے ذکر کیا ہے وہ لاسبیل لی علیک (مجھے تجھ پر چارہ نہیں)، لاملك لی علیک (تجھ پر میری ملکیت نہیں)، خلیت سبیلک (میں نے تیرا راستہ آزاد کیا)، فارقتک (میں نے تجھ سے مفارقت کی)،

[10] ردالمحتار باب الخلع قولہ کبعت نفسک مطبع مجتبائی دہلی ۵۵۹/۲
[11] ردالمحتار باب الکنایات داراحیاء التراث العربی بیروت ۴۶۲/۲

بمنزلة خليت سبيلك، وفى الينا بيع الحق ابو يوسف رحمه الله تعالٰى بالخمسة ستّة اخرى وهى الاربعة المتقدمة وزاد خالعتك والحقى باهلك هكذا فى غاية السرجى[12] اھ، **قلت** وهو فى حديث المستعيذة وفيها ايضا، وفى قوله حبلك على غاربك لايقع الطلاق الّا بالنّيّة كذافى فتاوٰى قاضى خان وانتقلى وانطلقى كالحقى وفى البزازية وفى الحقى برفقتك يقع اذا نوى كذافى البحر الرائق[13]۔	اور خرجت من ملکی (تو میری ملکیت سے نکل گئی) میں کوئی روایت نہیں ہے، اور فقہاء نے فرمایا یہ بمنزلہ "خلیت سبیلک" کے ہے، اور ینابیع میں ہے امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالٰی نے پانچ الفاظ کے ساتھ مزید چھ الفاظ ملحق فرمائے ہیں، اور وُہ چار پہلے ذکر شدہ اور دو ۲ مزید، وہ **خالعتک** (میں نے تجھ سے خلع کیا) **الحقی باھلک** (اپنے خاندان میں چلی جا) غایۃ السروجی میں یُونہی مذکور ہے اھ، **قلت** (میں کہتا ہوں) یہ بات پناہ طلب کرنے والی میں ہے۔ اور اسی غایۃ السروجی میں یہ بھی ہے کہ اگر خاوند نے بیوی کو کہا "تیری ڈوری تیرے کندھے پر ہے" تونیّت کے بغیر طلاق نہ ہوگی، جیسا کہ فتاوٰی قاضی خاں میں ہے تُو منتقل ہو، تو جا، الحقی کی طرح ہے۔ اور بزازیہ میں ہے اگر یُوں کہا "اپنے دوستوں سے مل جا" نیت کی تو طلاق ہوجائے گی، بحر الرائق میں یونہی ہے۔ (ت)

۸۲ مجھے تجھ پر کچھ اختیار نہیں هو كقوله لاسبيل لى عليك (جیسا کہ اس کا قول "مجھے تجھ پر چارہ نہیں۔ت) ۸۳ خاوند تلاش کر،

فى الهندية ويأتبغى الازواج تقع واحدة بائنة ان نواها ؏ واثنتين وثلث ان نواها هكذا فى شرح الوقاية[14]۔	اور ہندیہ میں ہے اگر یُوں کہا "تو خاوند تلاش کر" ایک بائنہ طلاق ہوگی اگر نیّت کی ہو، یا دو ۲ اور تین ہونگی اگر ان کی نیت کی ہو، شرح وقایہ میں ایسے ہی ہے۔ (ت)

؏: قابلت عبارة عن اصل الهندية فوجدتها هكذا او ثنتان وثلث حامد رضا غفرله۔	میں نے ہندیہ کے اصل قلمی نسخہ سے مقابلہ کیا تو میں نے وہاں یُوں عبارت پائی اور دو اور تین ۱۲ حامد رضا غفرلہ (ت)

[12] فتاوٰی ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۷۵

[13] فتاوٰی ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۷۵

[14] فتاوٰی ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۷۵

۸۴ مجھے تیری حاجت نہیں، ۲ مجھے تجھ سے سروکار نہیں، ۳ تجھ سے مجھے کام نہیں، ۴ غرض نہیں، ۵ مطلب نہیں، ۶ تو مجھے درکار نہیں، ۷ تجھ سے مجھے رغبت نہیں، ۸ میں تجھے نہیں چاہتا، یہ محض مہمل ہیں اگرچہ نیت کرے،

فی الهندیة ولو قال لاحاجة لی فیك ینوی الطلاق فلیس بطلاق کذافی السراج الوهاج واذاقال لااریدك اولااحبك اولااشتهیك اولارغبة لی فیك فانه لایقع وان نوی فی قول ابی حنیفة رحمه الله تعالٰی کذافی بحرالرائق۔[15]	ہندیہ میں ہے اگر کہا" مجھے تجھ میں حاجت نہیں ہے، طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق نہ ہوگی، جیسا کہ سراج وہاج میں مذکور ہے، اور جب یُوں کہا" میں تجھے نہیں چاہتا" یا" میں تجھے پسند نہیں کرتا" یا" میں تجھ میں خواہش نہیں رکھتا" یا" مجھے تجھ میں دلچسپی نہیں" تو طلاق نہ ہوگی اگرچہ نیت کی ہو، یہ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا قول ہے، بحرالرائق نے ایسے ہی بیان کیا۔ (ت)

۸۵ میں تجھ سے جُدا ہُوں یا ہوا (فقط میں جُدا ہُوں یا ہوا کافی نہیں اگرچہ بنیت طلاق کہے)

فی الهندیة ولو قال انا منك بائن ونوی الطلاق یقع ولو قال انا بائن ولم یقل منك لایقع وان نوی کذافی محیط السرخسی[16]۔	ہندیہ میں ہے اگر یوں کہا، میں تجھ سے بائن ہوں اور طلاق کی نیت کی تو طلاق ہوجائے گی، اور اگر صرف میں بائن ہوں اور" تجھ سے" نہ کہا تو نیت کے باوجود طلاق نہ ہوگی، محیط سرخسی میں ایسے ہی مذکور ہے۔ (ت)

۸۶ میں نے تجھے جُدا کردیا، میں نے تجھ سے جُدائی کی، ۸۷ تو خود مختار ہے، ۸۸ تو آزاد ہے،

فی الهندیة ولو قال فی حال مذاکرة الطلاق باینتك او ابنتك اوکابنت منك اوانت سائبة اوانت حرة یقع الطلاق وان قال لم انو الطلاق لایصدق قضاء[17]۔	ہندیہ میں ہے اگر حالت مذاکرہ طلاق میں، میں تجھ سے جُدا ہوں، میں نے تجھ کو جدا کیا، میں تجھ سے جُدا ہوا، تو سائبہ ہے یا تو آزاد ہے، تو طلاق ہوجائے گی اور اگر وُہ کہے کہ میں نے طلاق کی نیّت نہیں کی تو قضاءً اس کی تصدیق نہ کی جائے گی (ت)

[15] فتاوٰی ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۷۵

[16] فتاوٰی ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۷۵

[17] فتاوٰی ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۷۵

[٨٩]مجھ میں تجھ میں نکاح نہیں، [٩٠]مجھ میں تجھ میں نکاح باقی نہ رہا،

فی الهندیة ولوقال لها لانکاح بینی وبینك اوقال لم یبق بینی وبینك نکاح یقع الطلاق اذا نوی کذافی فتاوٰی قاضی خاں[18]۔	ہندیہ میں ہے اگر کہا، تجھ میں مجھ میں نکاح نہیں، یا کہا، مجھ میں اور تجھ میں نکاح باقی نہیں ہے، تو نیتِ طلاق سے طلاق ہوگی، جیسا کہ فتاوٰی قاضیخاں میں ہے۔(ت)

[٩١]میں نے تجھے تیرے گھر والوں یا [٩٢]باپ یا [٩٣]ماں یا [٩٤]خاوندوں کو دیا یا [٩٥]خود تجھ کو دے ڈالا (اور تیرے بھائی یا ماموں یا چچا یا کسی اجنبی کو کہا تو کچھ نہیں)

فی الهندیة روی الحسن عن ابی حنیفة رحمه الله تعالٰی انه اذا قال وهبتك لاخیك اولخالك اولعمك اولفلان الاجنبی لم یکن طلاق کذافی السراج الوهاج ولوقال لها وهبت نفسك منك فهو من جملة الکنایات ان نوی به الطلاق یقع والافلا[19]۔	ہندیہ میں ہے: امام حسن رحمہ اللہ تعالٰی نے امام اعظم رحمہ اللہ تعالٰی سے روایت کیا کہ اگر یُوں کہا، میں نے تجھے تیرے بھائی، خالو، چچے یا فلاں اجنبی کو ہبہ کیا طلاق نہ ہوگی جیسا کہ سراج وہاج میں ہے۔اور اگر یُوں کہا، میں نے تیرا نفس تجھے ہبہ کیا تو کنایہ کے الفاظ میں سے ہے اگر نیّت کی تو طلاق ہوجائے گی، ورنہ نہیں۔(ت)

[٩٦]مجھ میں تجھ میں کچھ معاملہ نہ رہا یا تجھ میں مجھ میں کچھ شئی نہیں اگرچہ نیت کرے،

فی الهندیة ولوقال لم یبق بینی وبینك شئی ونوی به الطلاق لایقع وفی الفتاوی لم یبق بینی وبینك عمل ونوی یقع کذافی العتابیة[20]۔	ہندیہ میں ہے اگر کہا، تیرے اور میرے درمیان کوئی شئی باقی نہیں، اور اس سے نیت طلاق کی ہو تو طلاق نہ ہوگی، اور فتاوٰی میں مذکور ہے اگر یُوں کہا، تیرے اور میرے درمیان کوئی معاملہ باقی نہیں رہا، نیت کی ہو تو طلاق ہوگی، جیسا کہ عتابیہ میں مذکور ہے۔(ت)

[٩٧]میں تیرے نکاح سے بری ہُوں، [٩٨]بیزار ہوں،

فیها عن الخانیة ولوقال انا بریئ من	ہندیہ میں ہے خانیہ سے منقول ہے، اگر کہا میں تیرے

[18] فتاوٰی ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۷۵

[19] فتاوٰی ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۷۶

[20] فتاوٰی ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۷۶

نکاحك یقع الطلاق اذا نوی[21]۔	نکاح سے بری ہُوں، طلاق کی نیت سے طلاق ہوجائے گی۔(ت)

۹۹ مجھ سے دُور ہوجا،

فیہا عنہا و لو قال ابعدی عنی ونوی الطلاق یقع[22]۔	ہندیہ میں خانیہ سے منقول ہے، اگر کہا تُو مجھ سے دُور ہوجا، طلاق کی نیّت سے طلاق ہوجائے گی(ت)

۱۰۰ مجھے صورت نہ دکھا،

وھذا بمعنی ابعدی عنی، وفیہ ینوی کما مرانفا بخلاف استتری منی فانہ بزیادۃ منی خرج عن کونہ کما فی الخانیۃ ایضًا قال الشامی یکون قولہ منی قرینۃ لفظیۃ علٰی ارادۃ الطلاق بمنزلۃ المذاکرۃ تأمل[23] اھ، ورأیتنی کتبت علی ھامشہ مانصہ، اقول وذٰلك بخلاف ان یقول لاترنی وجھك فانہ یکون عبارۃ عن البغض والتنفر فلایزول الاحتمال اھ فافھم[24]۔	اور یہ "مجھ سے دُور ہوجا" کے معنٰی میں ہے، اور اس میں نیت کرے گا، جیسا کہ ابھی گزرا، اس کے بر خلاف "مجھ سے پردہ کر" منّی (مجھ سے) کا لفظ زائد ہونے کی وجہ سے کنایہ سے خارج ہے، جیسا کہ خانیہ میں بھی ہے، نیز علّامہ شامی نے فرمایا کہ یہاں منّی (مجھ سے) کا لفظ قرینہ لفظیہ ہے کہ اس نے طلاق مراد لی ہے یہ بمنزلہ مذاکرہ طلاق ہے، غور چاہئے اھ مجھے اس کے حاشیے پر لکھنا یاد ہے جس کی عبارت یہ ہے، **اقول:** (میں کہتا ہوں) کہ اس کے برخلاف ہے یہ کہنا، تو اپنا چہرہ مجھے نہ دکھا، کیونکہ یہ لفظ بغض اور نفرت کے اظہار کے لئے ہے لہٰذا دوسرا احتمال ختم نہ ہوگا، اھ، غور کرو۔(ت)

۱۰۱ کنارے ہو، ۱۰۲ تُونے مجھ سے نجات پائی،

فی الھندیۃ ومن الکنایات تنحی عنی ونجوت منّی کذا فی فتح القدیر[25]۔	ہندیہ میں ہے: الفاظ کنایہ میں سے، کنارے ہو، مجھ سے تو نے نجات پائی، ایسے ہی فتح القدیر میں ہے۔(ت)

---

[21] فتاوٰی ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۷۶

[22] فتاوٰی ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۷۶

[23] ردالمحتار باب الکنایات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۴۶۳

[24] جدالممتار باب الکنایات حاشیۃ ۔ المجمع الاسلامی مبارکپور ۲/ ۵۱۵

[25] فتاوی ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۷۶

ومثلھا (اور اسی کی مثال ہے۔ت) ۱۰۳الگ ہو، ۱۰۴میں نے تیرا پاؤں کھول دیا

لعدم التعارف فی بلادنا ومافی الخلاصۃ پای کشادہ کردم ترا تفسیر قولہ طلقتك عرفا حتی یکون رجعیا وتقع بدون النیۃ[26] اھ فمبنی کما تری علی العرف فی الھندیۃ عن الذخیرۃ عن الامام ظھیر الدین یفتی فیما سواھا باشتراط النیۃ ویکون الواقع بائنا[27]۔	ہمارے علاقہ کا عرف نہ ہونے کی بناپر، اور جو خلاصہ میں ہے کہ "میں نے تیرے پاؤں کھول دئے، عرف میں "میں نے تجھے طلاق دی" کے ہم معنٰی ہے، لہذا اس سے طلاق رجعی ہوگی، اور بغیر نیت طلاق ہوجائے گی اھ تو یہ عرف پر مبنی ہے جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے، ہندیہ میں ذخیرہ سے امام ظہیر الدین سے منقول ہے کہ مذکورہ الفاظ کے علاوہ میں نیت شرط ہونے پر فتوٰی دیا جائے گا اور اس سے بائنہ طلاق ہوگی۔(ت)

۱۰۵میں نے تجھے آزاد کیا، ۱۰۶آزاد ہوجا،

فیھا ولو قال اعتقتك طلقت بالنیۃ کذا فی معراج الدرایۃ وکونی حرۃ اواعتقی مثل انت حرۃ کذافی بحرالرائق[28]۔	ہندیہ میں ہے: اور اگر خاوند کہے "میں نے تجھے آزاد کیا" تو نیّت سے طلاق ہوگی، جیسا کہ معراج الدرایہ میں ہے، اور "تُو آزاد ہوجا" یا "تو آزاد ہے" "انت حرۃ" کی طرح ہے، جیسا کہ بحرالرائق میں ہے۔(ت)

۱۰۷تیری بندکٹی، ۱۰۸تُو بے قید ہے،

فیھا ولو قال انت السراح فھو کما قال لھا انت خلیۃ کذافی فتاوٰی قاضی خان[29]۔	ہندیہ میں ہے: اگر کہا "تُو بے قید ہے" یہ ایسے ہی ہے جیسے یُوں کہے "تُو جدا ہے" جیسا کہ فتاوٰی قاضی خان میں ہے۔ (ت)

۱۰۹میں تجھ سے بری ہُوں،

فیھا فی مجموع النوازل امرأۃ قالت لزوجھا انا بریئۃ منك فقال الزوج	ہندیہ میں ہے کہ مجموع النوازل میں ہے، بیوی نے کہا "میں تجھ سے بَری ہوں" تو خاوند نے جواب میں

---

[26] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الطلاق مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۹۹/۲

[27] فتاوٰی ہندیہ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیہ نورانی کتب خانہ پشاور ۳۷۹/۱

[28] فتاوٰی ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات نورانی کتب خانہ پشاور ۳۷۶/۱

[29] فتاوٰی ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات نورانی کتب خانہ پشاور ۳۷۶/۱

انا بریئ منك ایضاً فقالت ماذا تقول فقال مانویت الطلاق لایقع الطلاق لعدم النیة کذا فی المحیط[30]۔	کہا "میں بھی تجھ سے بری ہوں" پھر بیوی نے کہا خیال کرو کیا کہہ رہے ہو، تو خاوند نے کہا میں نے طلاق کی نیت سے نہیں کہا، تو طلاق نہ ہوگی کیونکہ نیت نہیں ہے، جیسا کہ محیط میں ہے۔ (ت)

"۱۰اپنا نکاح کر، ۱۱جس سے چاہے نکاح کر،

فیھا ولو قال تزوجی ونوی الطلاق اوالثلث صح وان لم ینو شیئا لم یقع کذا فی العتابیة[31]۔	ہندیہ میں ہے اگر کہا "تُو نکاح کرلے" اور طلاق کی نیت کی ہو تو ایک طلاق، اور تین کی نیت کی تو تین ہوں گی۔ اور کوئی نیت نہیں کی تو کوئی طلاق نہ ہوگی، جیسا کہ عتابیہ میں ہے (ت)

"۱۲میں تجھ سے بیزار ہُوا،

فیھا عن الخلاصة ولوقال لھا ازتو بیزار شدم لایقع بدون النیة[32] **قلت** وظاھر ان لیس کقولہ انا منك طالق فافھم عـــہ وثبت۔	ہندیہ میں خلاصہ سے ہے، اگر کہا "میں تجھ سے بیزار ہوں" تو نیت کے بغیر طلاق نہ ہوگی۔ **قلت** (میں کہتاہُوں) ظاہر یہ ہے مذکور لفظ خاوند کے قول "میں تجھ سے طلاق والاہوں" کی طرح نہیں ہے، غور کرو اور ثابت رہو۔ (ت)

"۱۳میرے لئے تجھ پر نکاح نہیں،

فی الخانیة وفی قولك لانکاح لی علیك لایقع الطلاق الابالنیة[33]۔(ملخصًا)	خانیہ میں ہے: خاوند کے اس قول سے کہ "میرے لئے تجھ پر نکاح نہیں ہے" نیت کے بغیر طلاق نہ ہوگی۔ (ت)

"۱۴میں نے تیرا نکاح فسخ کیا،

فیھا ولو قال لھا فسخت نکاحك یقع الطلاق	خانیہ میں ہے: اگر بیوی کو کہا "میں نے تیرا نکاح

عـــہ: اشارة الی ان ما فی الدر سھو ۱۲منہ	یہ اس طرف اشارہ ہے کہ جو درمختار میں ہے وہ سہو ہے ۱۲منہ (ت)

[30] فتاوٰی ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۷۶

[31] فتاوٰی ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۷۶

[32] فتاوٰی ہندیہ الفصل السابع فی الطلاق بالفاظ الفارسیہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۸۲

[33] فتاوٰی قاضی خاں فصل فی الکنایات نولکشور لکھنؤ ۲/۲۱۶

اذا نوی[34]۔	فسخ کیا، نیّت سے طلاق ہوجائے گی۔ (ت)

۵"تجھ پر چاروں راہیں کھول دیں (اور اگریُوں کہا کہ "تجھ پر چاروں کُھلی ہیں" تو کچھ نہیں جب تک یہ بھی نہ کہے، ۶"جو راستہ چاہے اختیار کر

فهاولوقال لها"اربع طرق عليك مفتوحة ونوى الطلاق لايقع الطلاق الاان يقول اربع طرق عليك مفتوحة فخذى فى اى طريق شئت فحينئذ يقع الطلاق اذا نوى ولاقال (چهار راه بر تو کشادم) لايقع الطلاق ما لم ينو[35] وفى الهندية اذاقال لها چهارراه برتو كشاده است لايقع الطلاق وان نوى مالم يقل خذى ايماشئت عندا كثر المشائخ وانه منقول عن محمد رحمه الله تعالٰى واذاقال لها چهارراه بر تو كشادم يقع الطلاق اذا نوى وان لم يقل خذى ايما شئت[36]۔	خانیہ میں ہے: اگر خاوند نے کہا "چاروں راہ تجھ پر کھلے ہیں" اور طلاق کی نیّت کی تو طلاق نہ ہوگی جب تک ساتھ یہ نہ کہے جس راستے کو تُو چاہے اختیار کرلے، اگر طلاق کی نیّت سے یہ کہہ دیا تو طلاق ہوجائے گی، اور اگر کہا تجھ پر چاروں راہیں کھول دیں، تو نیت کے بغیر طلاق نہ ہوگی، اور ہندیہ میں بھی ہے کہ اگر خاوند نے صرف یہ کہا "تجھ پر چار راہیں کُھلی ہیں تو نیت کے باوجود نہ ہوگی جب تک ساتھ یہ نہ کہے "تو جس کو چاہے "اختیار کرلے۔" اکثر مشائخ کے ہاں یہ ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی سے یہی منقول ہے۔ اور اگر کہا "تجھ پر چاروں راہیں کھولتا ہوں" تو نیّت کی تو طلاق ہوجائیگی، اگرچہ اس نے "جس کو تُو چاہے اختیار کرے" نہ کہا ہو۔ (ت)

۷"میں تجھ سے دست بردار ہُوا

فى الخانية (چنگ باز داشتم) از تو قال الفقية ابو جعفر واحدة بائنة وغيره يقع رجعية والاول اصح[37]۔	خانیہ میں ہے: اگر خاوند نے کہا "میں تجھ سے دستبردار ہوا" تو ابو جعفر فقیہ نے کہا ایک طلاق بائنہ ہوگی، اور دوسروں نے کہا کہ ایک طلاق رجعی ہوگی، پہلا قول اصح ہے (ت)

---

[34] فتاوٰی قاضی خاں فصل فی الکنایات نولکشور لکھنؤ ۲/۲۱۶

[35] فتاوٰی قاضی خاں فصل فی الکنایات نولکشور لکھنؤ ۲/۲۱۷

[36] فتاوٰی ہندیہ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیة نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۸۱

[37] فتاوٰی قاضی خاں فصل فی الکنایات نولکشور لکھنؤ ۲/۲۱۷

۱۸"میں نے تجھے تیرے گھر والوں یا ۱۹"باپ یا ۲۰"ماں کو واپس دیا،

فی الطحطاوی عن الدر المنتقی رددتك الیھم ولا یشترط قبولھم[38]۔	طحطاوی میں در منتقٰی سے منقول ہے، خاوند نے کہا "میں نے تجھے تیرے گھر والوں کو واپس کر دیا" تو گھر والوں کا قبول کرنا شرط نہیں ہے (ت)

۲۱"تو میری عصمت سے نکل گئی،

فی العقود صرح فی الوجیز لبرھان الائمۃ انہ لو قال فسخت النکاح بینی وبینك ولم یبق بینی وبینك لایقع الا بالنیۃ، ولایخفی ان قولہ انت خارجۃ عن عصمتی مثلہ فی المعنی من الفتاوی المزبورۃ **قلت** فان الخروج عن العصمۃ یکون بطلاق وفسخ کطریق حرمۃ مصاھرۃ ولو من قبلہ، فلم یتعین للطلاق وکذا الخروج عن الملك کما مر۔[39]	عقود دریہ میں ہے کہ علامہ برہان الائمہ نے وجیز میں تصریح کی ہے اگر خاوند نے کہا "میرے اور تیرے درمیاں نکاح فسخ ہوگیا ہے اور ہمارے درمیان نکاح باقی نہ رہا" تو نیّت کے بغیر طلاق نہ ہوگی، اور یہ مخفی نہیں کہ خاوند کا کہنا کہ "تو میری عصمت سے خارج ہے" معنٰی میں اسی کی مثل ہے جو فتاوٰی مذکورہ سے مروی ہے **قلت** (میں کہتا ہوں) عصمت سے خارج ہونا طلاق اور فسخ کے ساتھ ہوتا ہے_ مثلاً حرمتِ مصاہرۃ کی بناپر جو کہ خاوند کی طرف سے بھی طاری ہوسکتی ہے لہذا فسخ کے لئے طلاق متعین نہیں ہے، اور اسی طرح ملکیت سے خارج ہونا بھی ہے جیسا کہ گزرا۔ (ت)

۲۲"میں نے تیری ملک سے شرعی طور پر اپنا نام اتار دیا،

فی الخیریۃ سئل فی رجل قال فی حال الغضب وسؤال الطلاق لزوجتہ نزلت عنھا نزولا شرعیا ھل تبین بذلك ام لا (اجاب) لم ار من تعرض لھذا فی کلامھم لکن رأیت فروعا متعددۃ فی الکنایات تقتضی انہ	خیریہ میں ہے: ان سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے بیوی کو غصہ میں اور طلاق کے مطالبہ پر کہا "میں نے اس سے شرعی نام اتار دیا" تو کیا اس شخص کی بیوی بائنہ ہوجائے گی یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا میں نے فقہاء کے کلام میں اس مسئلہ کے بیان کو نہیں پایا، لیکن میں نے کنایہ کے بہت سے مسائل

[38] طحطاوی علی الدر المختار باب الکنایات دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۱۳۸

[39] عقود الدریہ فی تنقیح الحامدیۃ کتاب الطلاق حاجی عبدالغفار قندھار افغانستان ۱/ ۴۳

یقع بمثله الطلاق البائن اذاوجدت النیة اودلالة الحال فتعین الافتاء بالوقوع فی الحادثة واذاعلمت ان هذا یصلح جوابا لاردا وشتیمة وتأملت فی فروع ذکرها صاحب البحر والتتارخانیة وغیرها قطعت بما ذکرنا[40]۔	دیکھے ہیں جن کی روشنی میں اس صورتِ مذکورہ میں طلاق بائنہ ہوگی جب نیّت پائی جائے یا حال کی دلالت پائی جائے، لہٰذا اس مذکورہ حادثہ میں طلاق کا فتوٰی متعین ہوگا، جب معلوم ہوگیا کہ مسئلہ مذکور میں خاوند کا قول جواب ہی ہوسکتا ہے اور میں نے بحر اور تاتارخانیہ وغیرہما میں مذکور فروعات میں غور کیا، تو مجھے یقین ہوگیا کہ طلاق کے وقوع کا حکم ایسے ہی ہے جیسے ہم نے ذکر کیا ہے۔ (ت)

۲۳ تو میرے لائق نہیں قیامت یا ۲۴ عمر بھر،

فی الخلاصة ولوقال لامرأته، تومرا نه شائی تاقیامت اوبمه عمر ،لایقع الطلاق بدون النیة۔[41]	خلاصہ میں ہے: اگر بیوی کو کہا "تُو میرے لائق نہیں ہے قیامت تک یا عمر بھر، تو نیت کے بغیر طلاق نہ ہوگی۔ (ت)

۲۵ تو مجھ سے ایسی دُور ہے جیسے مکہ معظّمہ مدینہ طیبہ سے یا دلّی لکھنؤ سے،

فی الخلاصة ولوقال لها تواز چناں دُوری کہ مکہ ازمدینہ لایقع الطلاق بدون النیة[42]۔	خلاصہ میں ہے: اگر بیوی کو کہا "تُو مجھ سے ایسی دور ہے جیسے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ" تو بغیر نیّت طلاق نہ ہوگی۔ (ت)

ان سب صورتوں میں اگر طلاق کی نیت ہو طلاق بائن پڑ جائے گی، تو ۱ مطلقہ بائنہ ہے (بے حرف عطف) یا تو ۲ مطلقہ پس بائنہ ہے تجھ پر ۳ سب سے فحش تر طلاق، ۴ شیطانی طلاق، ۵ بدعت کی طلاق، ۶ بدتر طلاق، ۷ پہاڑ کی مثل، ۸ ہزار کے مثل، ۹ کوٹھری بھر کے ۱۰ سخت یا ۱۱ لمبی یا ۱۲ چوڑی طلاق، ۱۳ سب سے بُری، ۱۴ سب سے کرّی، ۱۵ سب سے گندی، ۱۶ سب سے ناپاک، ۱۷ سب سے کڑی، ۱۸ سب سے بڑی، ۱۹ سب سے چوڑی، ۲۰ سب سے لمبی، ۲۱ سب سے موٹی طلاق، ۲۲ کلاں تر طلاق،

---

[40] الفتاوٰی الخیریہ کتاب الطلاق داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۵۰

[41] خلاصۃ الفتاوٰی الفصل الثانی فی الکنایات مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۲/ ۱۰۰

[42] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الطلاق مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۲/ ۹۹

فی الدر ویقع بقوله انت طالق بائن اوافحش الطلاق اوطلاق الشیطان والبدعة او اشر الطلاق اوکالجبل اوکالف اوملئ البیت او تطلیقة شدیدة او طویلة او عریضة اواسوأه او اشده او اخبثه او اکبره اواعرضه او اطوله او اغلظه او اعظمه واحدة بائنة ان لم ینو ثلاثا،فیه ایضا ولو بالفاء(ای فی قوله انت طالق فبائن)فبائنة ذخیرة[43]۔(ملخصًا)	دُر میں ہے: خاوند نے بیوی کو کہا تجھے بائن طلاق، فحش تر طلاق، شیطانی طلاق، بدتر طلاق، بدعت طلاق، یا پہاڑ برابر، یا ہزار برابر، کوٹھری بھر طلاق، شدید طلاق، طویل، عریض، سب سے بری، سب سے شدید، سب بڑی، سب سے عریض سب سے طویل، سب سے غلیظ، سب سے عظیم طلاق۔ تو ان تمام صورتوں میں ایک بائنہ طلاق ہوگی جبکہ یہاں بھی تین کی نیت نہ کی ہو۔ اور اگر بائن کو ف کے ساتھ ذکر کرے مثلاً تو طلاق والی "فبائنه" کہا تو بائنہ ہوگی۔ ذخیرہ۔(ت)

۲۳ تجھ پر ایسی طلاق جس سے تُو اپنے اختیار میں ہو جائے،

فی الدر کما یقع البائن لوقالت انت طالق طلقة تملکی بها نفسك لانها لاتملك نفسها الا بالبائن[44]۔	دُر میں ہے: اگر کہا" تجھ پر ایسی طلاق جس سے تُو اپنے اختیار میں ہو جائے" تو بائنہ طلاق واقع ہوگی کیونکہ بیوی بائنہ طلاق کے بغیر اپنی مالک نہیں ہو سکتی (ت)

۲۴ تجھ پر بائن طلاق،

فی ردالمحتار تحت قوله لانه لاتملك نفسها صرح به فی البدائع وقال اذاوصف الطلاق بصفة تدل علی البینونة کان بائنًااھ وھذه الصفة بمعنی قوله انت طالق طلقة بائنة[45]الخ۔	ردالمحتار میں ماتن کے قول کہ "اپنے نفس کی مالک نہ ہوگی" کے تحت ہے اس کی تصریح بدائع میں کی ہے، اور کہا کہ جب طلاق ایسے وصف سے موصوف ہو جو بائنہ ہونے پر دلالت کرے تو وُہ طلاق بائنہ ہوگی اھ، اور یہ صفت "تو بائنہ طلاق والی ہے" کے معنی میں ہوگی الخ (ت)

[43] درمختار باب الصریح مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۲۲
[44] درمختار باب الصریح مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۲۲
[45] ردالمحتار باب الصریح دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۵۰

[45] تجھ پر وہ طلاق جس میں مجھے رجعت کا اختیار نہیں، اس میں بالاتفاق ہمارے ائمہ کے مذہب میں طلاق بائن ہوگی۔ اور اگر یہ کہا "تجھ پر طلاق ہے اس شرط پر کہ مجھے رجعت کا اختیار نہیں، جوہرہ میں فرمایا کہ اس میں رجعی ہوگی، اور بائن ہونے کو ضعیف بتایا مگر تبیین الحقائق اور غایۃ البیان اور فتح القدیر میں فرمایا کہ اوّل تو ہمیں رجعی ہونا مسلّم نہیں اور ہو بھی تو اس کی وجہ یہ ہے یہ ایک بحث ہے جس سے اصلاً مذہب ہمارے ائمہ کا اس صورت میں وقوع بائن ہونا ثابت نہیں ہوتا اگرچہ بحرالرائق میں اسی بحث کی بناء پر جزم فرمایا کہ یہاں وقوع بائن ہمارا مذہب ہے،

فی البحر عن الجوھرۃ ان قال انت طالق علی انہ لارجعۃ لی علیک یلغو ویملك الرجعۃ وقیل تقع واحدۃ بائنۃ وان نوی الثلث فثلاث اھ وظاھر مافی الھدایۃ ان المذھب الثانی فانہ قال واذا وصف الطلاق بضرب من الشدۃ والزیادۃ کان بائنا[46] اھ	بحر میں جوہرہ سے منقول ہے: اگر خاوند نے کہا تجھے طلاق اس شرط پر جس میں مجھے رجعت کا اختیار نہیں، تو یہ رجعی ہوگی، اور بعض نے کہا ایک بائنہ واقع ہوگی، اور اگر تین کی نیت کی تو تین ہوں گی۔ اور ہدایہ کے بیان سے ظاہر یہ ہے کہ دوسرا قول مختارِ مذہب ہے کیونکہ اس نے کہا کہ اگر طلاق کو کسی شدّت اور زیادتی کے ساتھ موصوف کیا جائے تو وُہ بائنہ ہوگی اھ (ت)

اس کے سوا تیسری صورت ایک اور ہے وُہ یہ کہ تجھے طلاق ہے اور مجھے رجعت کا اختیار نہیں، اس میں بلاشبہ رجعی ہوگی کما فی الشامی ویاتی (جیسا کہ شامی میں ہے اور آگے آئے گا۔ ت) یُونہی اگر کہا تجھ پر طلاق ہے اس شرط پر کہ اس کے بعد رجعت نہیں بلکہ یُوں کہا تجھ پر وُہ طلاق ہے جس کے بعد رجعت نہیں بلکہ یُوں کہا کہ تجھ پر وُہ طلاق ہے جس کے بعد رجعت نہ ہوگی، تو ان سب صورتوں میں بلاخلاف رجعی ہونا چاہئے،

والسر فیہ ان الصور ھھنا ثلث العطف والشرط و الوصف کقولہ انت طالق ولارجعۃ لی علیک اوانت طالق علی ان لارجعۃ لی علیک اوانت طالق طلقۃ	اس میں رازیہ ہے کہ یہاں تین صورتیں ہیں، ایک عطف، دوسری شرط، تیسری وصف، پہلی، جیسے کہے "تجھے طلاق اور مجھے رجوع کا حق تجھ پر نہیں۔" دوسری، جیسے کہے "تجھے طلاق اس شرط پر کہ مجھے

[46] بحرالرائق باب الکنایات ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۹۱/۳

لارجعة لی فیھا علیک، الاول کلام مستقل لایغیر ماقبله فلایتغیرعن حکمه الشرعی والثانی مغیر ویختلف النظرفیه فمن نظر الی انه تغیر لحکم الشرع، الغاه و اوقع الرجعی لان شرط الرجعی احق واوثق ومن شرط مالیس فی کتاب الله فشرطه باطل وان شرط مائة شرط[47] کماارشد الیه الحدیث الصحیح ومن ارجعه الی معنی الوصف اوقع به البائن فلم یجعله تغیرا بل تعبیرا کانه یقول ان مرادی طلاق لارجعة لی فیه وانت تعلم ان الاول اظهر لکن ربما یؤید ھذاالان الاعمال اولی من الاھمال واماالثالث فلاشبھة فیه عندنا لما مرانه اذا وصف الطلاق بضرب من الشدة والزیادة کان بائنا، اماما ذکرت انه ینبغی وقوع الرجعی بلاخلاف فیما اذاقال انت طالق طلقة لاارا جعك بعدھا فالوجه فیه ان الطلاق الرجعی لایستلزم الرجعة فلاینافی عدمھا انما ینافی عدم اختیارھا، فحل محل ابعاد وبھذا القدر لایسلب منه خیار الرجعة فمن جھته احتمال ھذاالمعنی لم یکن نصا فی ارادة

رجوع کا حق نہیں"۔ تیسری، جیسے کہے "تجھے وہ طلاق جس میں مجھے تجھ پر رجوع کا حق نہیں" پہلی صورت میں عطف کی وجہ سے مستقل کلام ہے ما قبل کو تبدیل نہیں کرے گا اور ما قبل اپنے شرعی حکم سے متغیر نہ ہوگا، اور دوسری صورت میں شرط کی وجہ سے ما قبل متغیر کرے گا، اور اس میں وجہ مختلف ہے، جس نے یہ وجہ بنائی کہ ما قبل کے لئے مغیّر ہے اور شرعی حکم متغیر کررہا ہے، تو اس شرط کو لغو قرار دیا اور ما قبل کو رجعی قرار دیا، کیونکہ اس کو رجعی کی شرط بنانا زیادہ وزنی ہے اور یہ کہا کہ اللہ کے حکم کے خلاف شرط باطل ہے، اگرچہ ایسی سَو شرطیں بھی ہوں تو وُہ باطل ہوں گی جیسا کہ حدیثِ صحیح میں ارشاد ہے۔ اور تیسری صورت وصف تو جس نے یہاں وصف قرار دیا انہوں نے کہا اس وصف کی وجہ سے طلاق بائنہ ہوگی، لہٰذا ان کے نزدیک یہ وصف پہلے بیان کی تبدیلی نہیں بلکہ یہ اس کی تعبیر ہے گویا اس نے کہا "طلاق سے میری مراد ایسی طلاق جس میں مجھے رجوع کا حق نہ ہو"۔ آپ جانتے ہیں کہ پہلی صورت واضح ہے، اور دوسری صورت میں شرط کو مؤثر ماننے کو ترجیح ہوگی کیونکہ کسی کلام کو عمل میں لانا اسے مہمل قرار دینے سے بہتر ہے، اور تیسری صورت میں کوئی شُبہہ نہیں ہے کیونکہ جب طلاق کو کسی شدید اور زیادتی والے وصف سے موصوف کیا جائے تو وُہ طلاق بائنہ ہوجاتی ہے، لیکن خاوند کے اس قول میں "تجھے طلاق وُہ کہ میں تجھ سے رجوع نہ کروں گا" کے متعلق جو میں نے ذکر کیا ہے کہ اس میں بالاتفاق رجعی

---

[47] صحیح البخاری باب اذا اشترط فی شروط لاتحمل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۹۰

البینونة فلم یکن بائنا بالشک.فاذا کان ھذا فی الوصف ففی الشرط اولی ھذاماظھر لی فلیراجع ولیحرر،واللہتعالٰی اعلم۔	طلاق ہونی چاہئے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ طلاق رجعی کو رجوع لازم نہیں ہے بلکہ خاوند کی مرضی پر ہے،ہاں خاوند کا کہنا"میں رجوع نہ کروں گا"رجوع کے عمل کے خلاف ہے تو اس کا یہ کہنا رجوع سے بعید ہے منافی نہیں،لہٰذا صرف اس وجہ سے خاوند کو عملاً رجوع سے نہیں روکا جاسکتا،تو اس احتمال کی بناپر مذکورہ الفاظ"بائنہ طلاق کے لئے نص نہ بن سکیں گے"تو اس شک کی وجہ سے طلاق بائنہ نہ ہوگی۔جب وصف میں یہ گنجائش ہے تو شرط میں بطریق اولی گنجائش ہوگی،یہ وُہ ہے جو مجھ پر عیاں ہُوا،تاہم تحقیق کی طرف رجوع اور وضاحت کو اختیار کرنا چاہئے

[27] مجھ سے پردہ کر،

کماتقدم عن الشامی وھو قولہ استتری منی۔	جیسا کہ شامی کا بیان گزرا اور وہ،تو مجھ سے پردہ کر۔(ت)

[28] اے حرام، [29] تو حرام ہے، [30] تو مجھ پر حرام ہے، [31] میں نے تجھے حرام کیا، [32] میں نے تجھے اپنے اوپر حرام کیا، [33] میں تجھ پر حرام ہوں، [34] میں نے اپنے آپ کو تجھ پر حرام کیا، یہاں فقط حرام ہوں یا میں نے اپنے آپ کو حرام کیا کافی نہیں جب تک تجھ پر نہ کہے۔

فی ردالمحتار قولہ حرام سیاتی وقوع البائن بہ بلانیة فی زماننا للتعارف لافرق فی ذلك بین محرمة وحرمتك سواء قال علی اولا،اوحلال المسلمین علی حرام وکل حل علی حرام وانت معی فی الحرام وفی قولہ حرمت نفسی لابدان یقول علیک[48] **اھقلت** وھو کذٰلك بھذہ الالفاظ متعارف عندنا بخلاف مامر من قولہ حلال اللہ او المسلمین اوکل حلال فبھذہ الثلثة لایقع الطلاق	ردالمحتار میں ہے:خاوند کا کہنا"تو حرام ہے"عنقریب آئے گا کہ اس سے ہمارے زمانہ میں طلاق کے لیے عرف بن جانے کی وجہ سے بغیر نیت طلاق ہوجائے گی۔اس میں محرّمة یا حرمتك(حرام شدہ یا تجھے حرام کرتا ہوں)میں کوئی فرق نہیں،اور پھر"مجھ پر"کالفظ کہے یا نہ کہے تو بھی کوئی فرق نہ ہوگا،اور خاوند کا کہنا،مسلمانوں کا حلال مجھ پر حرام،اور ہر حلال مجھ پر حرام،تُو میرے ساتھ حرام میں ہے،ان میں کوئی فرق نہیں،تاہم حرمت نفسی(میں نے اپنے نفس حرام کیا)کے

[48] ردالمحتار باب الصریح داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۴۹

الابالنیة لعدم العرف فی زماننا۔	ساتھ علیک (تجھ پر) کہنا ضروری ہے اھ **قلت** (میں کہتا ہوں) اس لفظ میں ہمارے زمانے میں بھی یہی حکم ہے کہ بغیر نیت طلاق ہو جائے گی، لیکن "اللہ کاحلال یا مسلمانوں کاحلال اور ہر حلال مجھ پر حرام ہے" اس کے برخلاف ہے، ان تین الفاظ سے بغیر نیت طلاق نہ ہوگی کیونکہ ہمارے زمانے میں یہ طلاق کے لئے معروف نہیں ہیں۔ (ت)

(۳۵) ہزار طلاق کے برابر ایک طلاق،

شامی عن البحر وفی واحدة کالف واحدة اتفاقا وان نوی الثلث[49]۔	شامی نے بحر سے نقل کیا "ہزار طلاق کے برابر ایک طلاق" میں اتفاق ہے کہ ایک ہی ہوگی اگرچہ وُہ تین کی نیت کرے۔ (ت)

ان سب صورتوں میں بے حاجت نیت طلاق بائن کا حکم دیا جائے گا۔

رجعی کے بعض الفاظ یہ ہیں:

۱میں نے تجھے طلاق دی، ۲ اے مطلّقہ بتشدید لام، ۳اے طلاق گرفتہ، ۴اے طلاق دی گئی، ۵اے طلاقن، ۶اے طلاق شدہ، ۷اے طلاق یافتہ، ۸اے طلاق کردہ،

فی الدر وانت طالق ومطلّقة بالتشدید[50]۔	دُر میں ہے "توطلاق والی ہے یا طلاق دی ہُوئی" بالتشدید۔ (ت)

۹اے طلاق دادہ،

فی الخزانة ولو قال لھا ای طلاق دادہ یقع واحدة[51]۔	خزانہ میں ہے کہ اگر کہا "اے طلاق دی ہوئی" تو ایک طلاق واقع ہوگی (ت)

مگر اس عورت نے اگر اپنے پہلے شوہر سے طلاق پائی تھی بایں معنی اس نے یہ آٹھ الفاظ کہے تو طلاق نہ ہوگی،

فی الخانیة رجل قال لامرأته یا مطلقة وکان لھا زوج قبله وقد کان طلقھا ذلک	خانیہ میں ہے: اگر خاوند نے بیوی کو کہا "اے طلاق دی ہُوئی" جبکہ اس بیوی کو پہلے کسی خاوند نے طلاق

[49] ردالمحتار باب الکنایات داراحیاء التراث العربی بیروت ۴۶۴/۲

[50] درمختار باب الصریح مطبع مجتبائی دہلی ۲۱۸/۱

[51] خزانة المفتین فصل فی صریح الطلاق قلمی نسخہ ۱۱۰/۱

الزوج ان لم ینوبکلامه الاخبار طلقت،وان قال عنیت به الاخبار دین فیما بینه وبین الله تعالٰی وھل یدین فی القضاء اختلفت الروایات فیه والصحیح انه یدین[52]۔	دی تھی،تو اگر خاوند نے پہلے واقعہ کی حکایت کی نیت نہ کی تو طلاق ہو جائے گی،اور اگر اس نے کہا کہ میں نے پہلے واقعہ کی حکایت اور خبر دی ہے تو دیانۃً یعنی اللہ تعالٰی کے ہاں اس بات کو تسلیم کیا جائے گا،لیکن کیا قضاءً بھی اس کی بات تسلیم کی جائے گی یا نہیں،اس میں روایات کا اختلاف ہے،اور صحیح یہ ہے کہ تصدیق کیجائے اور طلاق نہ ہونے کا فیصلہ دیا جائے گا۔(ت)

۱۱"میں نے تجھے چھوڑ دیا،

فی الھندیة ترا بھشتم فھذا تفسیر قوله طلقتك عرفا حتی یکون رجعیا[53]۔	ہندیہ میں ہے،اگر کہا"میں نے تجھے چھوڑ دیا"تو عرف میں یہ"میں نے تجھے طلاق دی"کے معنی میں ہے حتی کہ اس سے رجعی طلاق ہو گی(ت)

۱۲"میں نے تجھے فارغخطی یا فارکھتی دی،

فانه بلسان کثیر من اھل الحرف الدنیة کالحائکین وغیرھم صریح فی الطلاق بل کثیر منھم لایعرف للطلاق لفظا غیر ھذا ومعلوم ان کلام کل حالف یحمل علی عرف ؏ خاصة ولایجب شیوع ذلك العرف فی الناس عامة کما صرح به المحقق حیث اطلق۔	تو یہ لفظ کسبی لوگوں کی زبان میں صریح کے معنٰی میں ہے بلکہ بہت سے لوگ اس کے علاوہ کوئی لفظ طلاق کے لئے سمجھتے ہی نہیں،اور یہ بات مسلّمہ ہے حلف والے کی کلام کو اس کے خاص عرف پر محمول کیا جائے گا،اور اس عرف کا تمام لوگوں میں معروف ہونا ضروری نہیں ہے جیسا کہ اس پر محقق ابن ہمام نے تصریح کی ہے(ت)

۱۳"تجھے تیرے شوہر نے طلاق دی،اس کا بھی وہی حکم ہے،

؏:ھکذا فی الاصل بقلم الناسخ والصواب عندی علی عرفه۔حامد رضا غفرله۔	اصل میں ناقل کے قلم سے اسی طرح ہے جبکہ میرے نزدیک علی عرفہ درست ہے۔حامد رضا غفرلہ(ت)

[52] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الطلاق نولکشور لکھنؤ ۱/۲۰۹

[53] فتاوٰی ہندیۃ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیۃ نورانی کتب خانہ ۱/۳۸۹

فی الھندیۃ سئل بعضھم عن سکران قال لامرأتہ ای سرخ لبک بماہ ماند رویت کہ بانوی من طلاق دادہ شویت قال ینظر ان کانت المرأۃ ثیبا وکان قبل ھذا لھا زوج طلقھا ثم تزوجھا ھذا فانہ لایقع الطلاق بھذا اللفظ ان لم تکن لہ نیۃ الطلاق وان لم یکن لہ قبل ھذا زوج یقع الطلاق نوی اولم ینو کذا فی التتارخانیۃ[54]۔	ہندیہ میں ہے کہ بعض علماء سے پوچھا گیا کہ جب کوئی شخص نشے میں اپنی بیوی کو یُوں کہے: "اے سرخ رخسار چاند جیسے چہرے والی میری بانو! تجھے طلاق دی گئی" توانہوں نے جواب دیا کہ دیکھا جائے گا کہ اگر بیوی پہلے کسی خاوند سے مطلّقہ اور مدخولہ ہے اور بعد میں اس سے نکاح کیا، تو پھر اس لفظ سے طلاق نہ ہوگی بشرطیکہ اس نے طلاق کی نیت نہ کی ہو، اور اگر وُہ بیوی کسی سے مطلّقہ نہ ہُوئی تھی تو نیت کی یا نہ کی ہر طرح طلاق ہوجائے گی، جیسا کہ تاتارخانیہ میں ہے۔ (ت)

۱۵ تجھ پر طلاق،

فانہ من اصرح صریح فی زماننا وعرفنا فلا یرد مافی البحر و ذٰلک مثل قول الدر علیّ الطلاق. یقع بلانیۃ للعرف قال الشامی ولاینافی ذٰلک مایاتی من انہ لوقال طلاقك علی لم یقع. لان ذاك عند عدم غلبۃ العرف[55]۔ الخ۔	تو یہ صریح طلاق سے بھی زیادہ واضح طلاق ہے ہمارے زمانہ اور عرف میں، لہٰذا بحر کا بیان یہاں اعتراض کے طور پر وارد نہ ہوگا اور جیسا کہ دُر کا قول کہ "مجھ پر طلاق ہے" کہا تو بغیر نیّت بھی طلاق ہوجائے گی کیونکہ یہ عرف میں طلاق ہے، تو اس پر علامہ شامی نے فرمایا: دُر کی یہ بات آئندہ آنے والی اس بات کے منافی نہیں جس میں کہا گیا ہے کہ "مجھ پر طلاق" کہنے پر طلاق نہ ہوگی، یہ اس لئے کہ یہ وہاں ہے جہاں یہ لفظ طلاق کے لئے عُرفِ غالب نہ ہو الخ (ت)

۱۶ طلاق ہوجا،

فی الدر ویدخل طلاق باش بلافرق بین	در میں ہے کہ اگر کہا "طلاق ہو" یہ بھی صریح طلاق

[54] فتاوی ہندیہ فصل فیمن یقع طلاقہ الخ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۵۴

[55] ردالمحتار باب الصریح داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۴۳۲

عالم وجاہل[56]۔	کے حکم میں داخل ہے خواہ عالم کہے یاجاہل کہے کوئی فرق نہیں۔(ت)

۱۷ تو طلاق ہے، ۱۸ تو طلاق ہو گئی،

فی الدروفی انت الطلاق او طلاق .یقع واحدۃ رجعیۃ ان لم ینوشیئا اونوی واحدۃ او ثنتین فان نوی ثلاثا فثلث[57]۔	در میں ہے: اگر کہا"تو طلاق ہے"تو ایک رجعی طلاق ہو گی خواہ کوئی نیت نہ ہو یا ایک یا دو کی نیت کی ہو،اور اگر تین طلاق کی نیت سے یہ لفظ کہا تو تین طلاقیں ہوں گی۔(ت)

۱۹ طلاق لے،

فی ردالمحتار خذی طلاقك فقالت اخذت فقد صحح الوقوع بہ بلااشتراط نیۃ کما فی الفتح وکذا یشترط قولھا اخذت کما فی البحر[58]۔	ردالمحتار میں ہے: اگر کہا"اپنی طلاق لے"جواب میں بیوی نے کہا"میں نے لی"تو نیت کے بغیر بھی طلاق ہو گی، صحیح یہی ہے، جیسا کہ فتح میں ہے،اور اس میں عورت کا جواب میں"میں نے لی"کہنا بھی شرط نہیں ہے، جیساکہ بحر میں ہے(ت)

وُہ باہر جاتی تھی کہ کہا ۲۰ طلاق لئے جا،

فی الخانیۃ واذاجرت الخصومۃ بینھا وبین زوجھا فقامت لتخرج فقال(الزوج سہ طلاق باخویشتن طلاق ببر)فقال الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل رحمہ اللہ تعالٰی ان نوی الایقاع یقع فان لم تکن لہ نیۃ فکذٰلك لانہ ایقاع ظاھرا[59]۔	خانیہ میں ہے: اگر خاوند بیوی میں جھگڑا ہُوا اور بیوی اٹھ کر باہر جانے لگی تو خاوند نے کہا"اپنے ہمراہ تین طلاقیں لے جا"اس پر شیخ امام ابوبکر محمد بن فضل رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا: اگر خاوند نے طلاق واقع کرنے کی نیّت سے کہا تو طلاق ہوجائے گی اور نیت نہ ہو تو بھی طلاق ہو جائیگی کیونکہ اس کلام کاظاہر طلاق ہے۔(ت)

[56] درمختار باب الصریح مطبع مجتبائی دہلی ۲۱۸/۱

[57] درمختار باب الصریح مطبع مجتبائی دہلی ۲۱۸/۱

[58] ردالمحتار باب الصریح داراحیاء التراث العربی بیروت ۴۳۰/۲

[59] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الطلاق نولکشور لکھنؤ ۲۱۲/۲

[۲۱] اپنی طلاق اٹھااور روانہ ہو،

فی الھندیة عن الخلاصة ولو قال لھاسه طلاق خود بردارورفتی یقع بدون النیة[60]۔	ہندیہ میں خلاصہ سے منقول ہے: اگر کہا "تو اپنی طلاق اٹھااور جا" تو بغیر نیت بھی طلاق ہوجائے گی۔ (ت)

[۲۲] میں نے تیری طلاق تیرے آنچل میں باندھ دی،

فی الخزانة عن الخلاصة ولو قال سه طلاق بکرانه چادرتو بربستم بروتطلق[61]۔	خزانہ میں خلاصہ سے منقول ہے: اگر کہا "میں نے تیری طلاق تیرے آنچل میں باندھ دی جا" تو طلاق ہوگی (ت)

[۲۳] جا تجھ پر طلاق (اور اگر صرف جا بنیّتِ طلاق کہتا تو بائن تھی)

فی الخیریة سئل فی رجل قال لزوجته روحی طالق ھل تطلق طلاقا رجعیا ام بائنا واذاقلتم تطلق رجعیا فما الفرق بینه وبین مااذا اقتصر علی قوله روحی ناویا به طلاقا حیث افتیتم بانه بائن اجاب بانه فی قوله روحی طالق معناه روحی بصفة الطلاق فوقع بالصریح بخلاف روحی فان وقوعه بلفظ الکنایة[62]۔	خیریہ میں ہے: ان سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے بیوی کو کہا "جا تجھ پر طلاق رجعی ہوگی یا بائنہ ہوگی۔ اگر آپ کہیں کہ یہ رجعی ہے تو پھر صرف "جا" کہنے میں اور اس میں کیا فرق ہوگا جبکہ طلاق کی نیّت سے صرف "جا" کہا تو آپ کا فتوی ہے کہ یہ طلاق بائنہ ہے۔ تو انھوں نے جواب میں فرمایا "جا تجھ پر طلاق" کا مطلب یہ ہے کہ تو طلاق کی صفت سے موصوف ہو کر جا، تو یہ صریح طلاق ہے اس لئے رجعی ہوگی، اس کے برخلاف اگر صرف "جا" کہا تو صریح نہیں بلکہ کنایہ ہے اس لئے یہ بائنہ ہوگی۔ (ت)

[۲۴] تجھے طلاق یا طلاق تجھ کو،

فی الھندیة خزانة المفتین ولو قال	ہندیہ میں خزانۃ المفتین سے منقول ہے "تجھے طلاق

[60] فتاوٰی ہندیہ الفصل السابع فی الطلاق بالفاظ الفارسیة نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۸۲

[61] خزانہ المفتین فصل فی صریح الطلاق قلمی نسخہ ۱/ ۱۰۸

[62] فتاوٰی خیریہ کتاب الطلاق بولاق مصر ۱/ ۵۱

لھا ترا طلاق او طلاق ترا فھی طلاق ولافرق بین التقدیم والتاخیر[63]۔	یا طلاق تجھے "تو اس تقدیم وتاخیر میں کوئی فرق نہیں ہر طرح یہ طلاق ہو جائے گی (ت)

یُوں ہی وہ الفاظ جو کچّی زبان والے کہتے ہیں، مثلاً [٢٦]تلاق، [٢٧]تلاک، [٢٨]تلاغ، [٢٩]تلاکھ، [٣٠]تلاخ، [٣١]تلّاکھ، [٣٢]تلّاخ ھٰذان بتشدید اللام (یہ دونوں الفاظ لام مشدّد کے ساتھ بھی ہیں۔ت) بلکہ توتلے کی زبان سے [٣٣]تلات

وعلٰی ھٰذاالقیاس،وکلہ ظاھر،فی الطحطاوی ذکرفی البحران الفاظ المصحفة خمسة وھی تلاق وتلاغ وطلاك وطلاغ،تلاك زادفی النھر تلاع وتلال و ینبغی ان یقال ان الفاء اماطاء اوتاء واللام اماقاف اوعین اوغین اوکاف اولام واثنان فی خمسة بعشرة الصریح منھا الطاء مع القاف وماعداذلك مصحف[64] اھ **اقول:** وذکر فی الخلاصة رجل قال لامرأته ترا تلاق ھٰھنا خمسة الفاظ(وعد منھا)طلاغ وتلاك عن الامام ابی بکر محمد بن الفضل انه یقع وان تعمد وقصدان لایقع^{عــہ} قضاء ویصدق دیانة[65]۔	اسی پر قیاس ہے اور سب ظاہر ہے۔طحطاوی میں ہے کہ بحر میں ہے کہ تبدیل شدہ الفاظ پانچ ہیں: تلاق، تلاغ، طلاک، طلاغ، تلاک۔اور نہر میں تلاع اور تلال کو بھی شامل کیا ہے۔تو یہاں یہ بیان مناسب ہوگا،ان الفاظ میں پہلا حرف (فاء کلمہ) ت یا ط ہے اور آخری حرف (لام کلمہ) ق، ع، غ، ک، یا ل ہے تو یوں پہلے حرف کے دو٢ احتمال کو آخری حرف کے پانچ احتمالات میں ضرب سے کل دس١٠ صورتیں (الفاظ) ہُوئیں ان میں سے ط اور ق کے ساتھ لفظ طلاق میں صریح ہے،اور اس کے علاوہ باقی تمام تبدیل شدہ ہیں اھ **اقول:** (میں کہتا ہوں کہ) خلاصہ میں یُوں مذکور ہے کہ اگر کسی شخص نے بیوی کو کہا تجھے تلاق ہے،یہاں پانچ الفاظ ہیں،ان میں انہوں نے طلاغ اور تلاک کو شمار کیا ہے،اور کہا کہ امام ابوبکر محمد بن فضل نے فرمایا کہ ان

عــہ: ھٰھنا سقط والعبارة فی الخلاصة ھکذا ولایصدق قضاء حامد رضا غفرلہ۔	یہاں کچھ عبارت رہ گئی ہے خلاصہ میں عبارت اس طرح ہے قضاءً تصدیق نہ کی جائے ۱۲ حامد رضا غفرلہ (ت)

---

[63] فتاوٰی ہندیہ الفصل السابع فی الطلاق بالفاظ الفارسیة نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۸۴

[64] طحطاوی علی الدر المختار باب الصریح دار المعرفة بیروت ۲/ ۱۱۲

[65] خلاصة الفتاوٰی کتاب الطلاق جنس آخر فی الفاظ الطلاق مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۲/ ۸۳

الفاظ سے طلاق واقع ہوگی، اور اگر وُہ قاضی کے ہاں کہے میں نے ان الفاظ سے یہ قصد کیا ہے کہ طلاق واقع نہ تو قاضی اس کی تصدیق نہ کرے گا، لیکن دیانۃً تصدیق کی جائے گی۔ (ت)

کسی نے کہا تیری عورت پر طلاق ہے کہا ۳۳ ہاں یا ۳۴ کیوں نہیں،

فی الدرولوقیل له طلقت امرأتك فقال نعم اوبلٰی بالھجاء طلقت بحر[66]۔	در میں ہے: اگر کسی نے خاوند سے پُوچھا "تُونے بیوی کو طلاق دی ہے" تواس نے جواب میں کہا "ہاں" یا "کیوں نہیں" کے ہجے کرتے ہُوئے، توطلاق ہوجائے گی، بحر۔ (ت)

مگر جب ایسی سخت آواز ایسے لہجہ سے کہا جس سے انکا وعدمِ اقرار سمجھا جائے، یہ فائدہ اکثر جگہ قابلِ لحاظ ہے فی الخانیة والخزانة وغیرھما (خانیہ اور خزانہ وغیرہما میں ہے۔ت) یا کہا تیری عورت پر طلاق نہیں، کہا کیوں نہیں (اور اگر کہے نہ یاہاں توطلاق نہ ہوگی)

اما الاول فانه صریح فی الانکار اما الاٰخر ففیه احتمالان اثبات النفی واثبات المنفی ای الطلاق فلایقع بالشک، اقول ولایردمافی الفتح من عدم الفرق بین نعم وبلٰی لان مبناہ علی العرف کما قال صاحب الفتح والذی ینبغی عدم الفرق فان اھل العرف لایفرقون بل یفھمون منھما ایجاب المنفی[67] اھ امافی عرفنا فمعناہ کما قلت فی ردالمحتار عن البحران موجب نعم تصدیق	ان میں پہلا لفظ (نہ) صریح انکار ہے، اور دوسرا (ہاں) تو اس میں کئی احتمالات ہیں، نفی کا اثبات یا منفی یعنی طلاق کا اثبات، تو ایسی صورت میں شک ہو تو طلاق نہ ہوگی۔ اقول (میں کہتا ہوں) فتح میں یہاں "ہاں" اور "کیوں نہیں" میں عدم فرق کو ذکر کرنا قابلِ اعتراض نہیں کیونکہ ان کے اس بیان کا مبنٰی عرف پر ہے جیسا کہ صاحبِ فتح نے خود بیان کیا ہے کہ مناسب یہی ہے کہ ان دونوں میں فرق نہ ہو کیونکہ عرف والے ان میں فرق نہیں کرتے بلکہ وُہ دونوں میں منفی کا اثبات سمجھتے ہیں اھ، لیکن ہمارے عُرف میں ان دونوں میں فرق ہے، جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ ردالمحتار میں بحر سے منقول ہے کہ نعم (ہاں) کا

[66] درمختار باب الصریح مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۱۸

[67] ردالمحتار بحوالہ فتح القدیر مطبع مجتبائی دہلی ۲/۴۵۳

ماقبلها من کلام منفی او مثبت استفهامًا کان او خبرا، وموجب بلی ایجاب مابعد النفی استفهامًا کان اوخبرا، الاان المعتبر فی احکام الشرع العرف حتی یقام کل واحد منهما مقام الاٰخر[68] اھ	استعمال پہلی کلام کی تصدیق کے لئے ہوتا ہے خواہ وُہ مثبت ہو منفی استفہامی ہو یا خبر ہو، اور بلٰی (کیوں نہیں) کا استعمال پہلی کلام میں نفی کا اثبات کرنے لئے ہوتا ہے خواہ وہ نفی استفہام میں ہو یا خبر میں، مگر احکامِ شرع میں بہر حال عرف کا اعتبار ہے، حتی کہ عرف میں ایک دوسرے کی جگہ استعمال مراد لیا جاتا ہے اھ (ت)

۳۷ تجھے طلاق ہے اور مجھے اختیار رجعت نہیں،

فی الشامی عن الخیریة عن الصیرفیة انت طالق ولارجعة لی علیك فرجعیة[69]۔	فتاوٰی شامی میں خیریہ سے اور انہوں نے صیرفیہ سے نقل کیا کہ اگر خاوند نے کہا" تجھے طلاق اور مجھے رجوع کا حق نہیں ہے" تو ایک رجعی طلاق ہوگی (ت)

۳۸ تجھ پر طلاق ہے نہ پھیرے تجھے کوئی قاضی نہ حاکم نہ عالم،

فی الخیریة سئل فی رجل قال لزوجته انت طالق لا یردك قاضی ولاوال ولاعالم هل یکون بائنا ام رجعیا اجاب هو رجعی ولایملك اخراجه عن موضوعه الشرعی بذٰلك[70]۔	خیریہ میں ہے: سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا" تجھے طلاق ہے تجھے کوئی قاضی، کوئی حاکم یا عالم واپس نہ کرسکے، تو کیا اس صورت میں طلاق رجعی ہوگی یا بائن؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ رجعی ہوگی، اور اس کے کہنے سے شرعی ضابطہ ختم نہ ہوگا۔ (ت)

تو ۳۹ مذہب یہود یا نصارٰی یا چاروں مذہب یا سب ۴۱ مذاہب مسلمین پر مطلقہ،

فی الخیریة قال فی منح الغفار اقول وقد کثر فی زماننا قول الرجل انت طالق علی الاربعة مذاهب یرید بذٰلك ان الطلاق یقع علیها	خیریہ میں ہے: منح الغفار میں کہا" میں کہتا ہوں کہ ہمارے زمانہ میں خاوند کا قول تجھے چاروں مذہب طلاق" تو اس سے مراد یہ ہے کہ تمام مذاہب پر متفقہ طلاق ہے، تو ایسی صورت میں یقینا طلاق

[68] ردالمحتار باب الصریح داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۴۵۳
[69] ردالمحتار باب الصریح داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۴۵۱
[70] فتاوٰی خیریہ کتاب الطلاق دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۴۶

باتفاقهم وينبغي الجزم بوقوعه قضاء وديانة كما لا يخفى اھ **اقول**: ولا شبهة في كونه رجعيا لا بائنا لما قدمنا[71]. سئل عن رجل قال لزوجته انت طالق على مذهب اليهود والنصارى، وعن رجل قال لزوجته انت طالق على سائر مذاهب المسلمين اجاب فيهما بانه طلاق رجعي[72]۔	ہوجائے گی قضاءً بھی اور دیانۃً بھی، جیسا کہ واضح ہے اھ، **اقول**: (میں کہتاہوں) یہ طلاق بلاشبہ رجعی ہوگی بائنہ نہ ہوگی، جیساکہ پہلے بیان ہوچکا ہے، نیز ان سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے بیوی کو کہا تجھے یہودی اور نصرانی مذہب پر طلاق، دوسرے نے کہا تجھے مسلمانوں کے تمام مذاہب پر طلاق، توانہوں نے جواب دیا کہ یہ طلاق رجعی ہوگی۔ (ت)

۷۲ جا تجھے طلاق ہے، ۷۳ سوئروں یا یہودیوں کو حلال اور مجھ پر حرام ہو،

في الخيرية سئل في رجل قال لزوجته روحي طالق تحلي لليهودي وتحرّمي عليّ وعمن قال روحي طالق تحلي للخنازير وتحرمي علي، اجاب بانه رجعي لان قوله روحي طالق صريح فيه، وقوله تحلي لليهود او للخنازير لغو لانه خلاف المشروع وهو لا يملكه، وقوله وتحرمي اي حرمة تحصل بانقضاء العدة اذهو ثابت شرعا بصريح الطلاق بعد الدخول[73]۔	خیریہ میں ہے ان سے سوال ہُوا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا "جا طلاق ہے تُو یہودیوں کے لئے حلال اور مجھ پر حرام "اور یوں ایک دوسرے نے بیوی کو کہا "جا طلاق ہے تُو خنزیروں کے لئے حلال اور مجھ پر حرام ہے "تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طلاق رجعی ہوگی، کیونکہ "جا طلاق ہے" صریح طلاق ہے، اور اس کا یہ کہنا تو یہودیوں یا خنزیروں کے لئے حلال ہے، لغو بات ہے اور خلافِ شرع ہے جس کا اسے اختیار نہیں، اور اس کا یہ کہنا کہ "تُو مجھ پر حرام ہے" سے مراد وہ حرمت ہے جو عدّت گزرنے کے بعد ہوتی ہے جیسا کہ شریعت میں مدخولہ بیوی کو طلاق دینے کے بعد حرمت ہوتی ہے (ت)

مگر یہ اس وقت جبکہ اس لفظ سے کہ "مجھ پر حرام ہو" طلاق کی نیت نہ کی ورنہ دو بائن پڑیں گی،

في الشامي نعم لو قصد بقوله وتحرّمي	فتاوٰی شامی میں ہے ہاں اگر اس نے "تُو مجھ پر

[71] فتاوٰی خیریہ کتاب الطلاق دار المعرفۃ بیروت ۱/۴۶

[72] فتاوٰی خیریہ کتاب الطلاق دار المعرفۃ بیروت ۱/۴۷

[73] فتاوٰی خیریہ کتاب الطلاق دار المعرفۃ بیروت ۱/۵۰

علیٰ ایقاع الطلاق وقع به اخری بائنة [74] اھ **اقول:** ولایردان تحریما اوتحریم نفسه علیها طلاق بلانیة کما تقدم لان هذا مضارع ظاهره الاستقبال کقوله طلاق کنم او تکونین مطلّقة فافهم۔	حرام ہے" سے نئی طلاق واقع کرنے کا ارادہ کیا ہو تو یہ دوسری طلاق بائنہ ہوگی اھ ،**اقول:** (میں کہتا ہوں) یہاں یہ اعتراض ہوگا کہ پہلے گزرا ہے کہ بیوی کو اپنے لئے یا اپنے آپ کو بیوی پر حرام کرنا، بغیر نیت بھی طلاق ہوگی جبکہ یہاں یہ کہنا کہ "نئی طلاق کی نیت سے مجھ پر حرام ہے" کہا تو نیت سے طلاق، تو دونوں بیان آپس میں مختلف ہیں، تو جواب یہ کہ یہاں "**تحرمی**" (تو مجھ پر حرام ہوگی) ظاہر طور پر یہ استقبال ہے، جیسا کہ میں طلاق دُوں گا یا تو طلاق والی ہوگی، کا حکم ہے، غور کرو۔ (ت)

۴۴ تو مطلقہ اور بائنہ یا ۴۵ مطلقہ پھر بائنہ ہے،

فی الدرلو عطف فقال وبائن اوثم بائن ولم ینو شیئا فرجعية [75]۔	در میں ہے: اگر عطف کیا تو یُوں کہا انت طالق وبائن، یا یوں کہا انت طالق ثم بائن، اور لفظ بائن سے کوئی نئی طلاق مراد نہ لی تو ایک ہی رجعی طلاق ہوگی (ت)

مگر جبکہ ہر لفظ سے جُدا طلاق کی نیت کی ہو تو دو ۲ بائنہ ہیں،

فی ردالمحتار ومفهوم التقیید بعدم النية انه لو نوی تکریر الایقاع مع الحروف الثلثة اونوی بالبائن الثلاث انه یقع مانوی [76]۔	ردالمحتار میں ہے: نیت نہ ہونے کا مطلب یہ ہُوا کہ اگر اس نے نئی طلاق کی نیت سے تینوں حروف کہے ہوں اور تین طلاقوں کی نیت سے یہ تکرار کیا یا بائن سے تین کی نیت کی ہو، جو بھی نیت کی ہوگی وہ واقع ہوگی۔ (ت)

۴۶ عورت کے بیٹے کو دیکھ کر کہ اے طلاقن کے جنے، ۴۷ اے مادر طلاقہ عــہ،

عــہ: هکذا فی الاصل ولعله نسخه الناسخ وعندی صوابه ای مادرت شش طلاقه کما یجئی عن الهندیة فقیر حامد رضا قادری	اصل (قلمی نسخہ) میں ایسے ہی ہے اور ممکن ہے یہ ناقل کی غلطی ہو، میرے خیال میں درست یوں ہے اے مادرت شش طلاقہ، جیسا کہ ہندیہ سے آئیگا ۱۲ فقیر حامد رضا قادری

[74] ردالمحتار باب الصریح داراحیاء التراث العربی بیروت ۴۵۱/۲

[75] درمختار باب الصریح مطبع مجتبائی دہلی ۲۲۲/۱

[76] ردالمحتار باب الصریح داراحیاء التراث العربی بیروت ۴۵۰/۲

فی الهندیة عن الظهیریة رجل من عادته ان یقول اذا رأی صبیا ای مادرت شش طلاقه فسکر من الخمر فاتاه ابنه فظنه صبیا اجنبیًا فقال روائے مادرت شش طلاقه ولم یعلم انه ابنه طلقت امرأته ثلثا اھ[77]	ہندیہ میں ظہیریہ سے ہے کہ ایک شخص کی عادت ہے کہ وُہ جب کسی بچّے کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے "اے تیری ماں چھ طلاق والی" تو اس کو شراب کا نشہ تھا اس حالت میں اس کا اپنا بیٹا آیا تو اس نے نشے میں سمجھا کہ کوئی اجنبی بچّہ ہے تو اس نے اس کو بھی " جااے تیری ماں چھ طلاق والی " کہہ دیا تو اس کی بیوی کو تین طلاقیں ہو جائیں گی اھ (ت)

اقول: (اس میں بھی وہی تفصیل چاہئے جو لفظ مطلقہ وغیرہ میں گزری **کما لایخفی** (جیسا کہ مخفی نہیں۔ت) [۴۸] تجھ پر پوری یا [۴۹] آدھی یا [۵۰] تہائی وغیرہ [۵۱] تجھ پر طلاق کا ہزارواں حصہ،

فی الدر وجزء الطلقة ولو من الف جزء تطلیقة لعدم التجزی[78]۔	در میں ہے: طلاق کی جزء خواہ ہزارویں جُزء، ایک ہی طلاق ہوگی، کیونکہ طلاق کے اجزاء نہیں ہو سکتے۔ (ت)

[۵۲] تجھ پر کم درجہ کی طلاق،

فی الخانیة ولو قال اقل الطلاق یقع واحدة۔[79]	خانیہ میں ہے اگر کہا کم از کم طلاق تو ایک ہی ہوگی۔ (ت)

[۵۳] تیرے پر نصف، [۵۴] تیرے چوتھائی پر طلاق، [۵۵] تیرے ہزارویں ٹکڑے پر طلاق، [۵۶] تیری روح پر طلاق، [۵۷] تیری جان پر طلاق، [۵۸] تیری ناک پر طلاق (اور اگر انف یا بینی پر کہے یا عربی فارسی میں **انفك طالق**، **بر بینی تو طلاق** (تیری ناک پر طلاق۔ ت) کہے تو کچھ نہیں، بر عکس اس کے عربی میں **عنقك طالق یا فرجك طالق** (تیری گردن کو طلاق یا تیری شرمگاہ کو طلاق۔ت) کہے، طلاق ہو جائے گی، اور اُردو میں تیری عنق یا گردن یا فرج پر طلاق کہے تو کچھ نہیں جبکہ لفظ فرج یا اس کا اور مرادف بولے جس سے عرف ہند میں کل عورت مراد نہ لیتے ہوں اگرچہ خاص اردو ہی کا لفظ ہو، وجہ یہ ہے کہ یہاں خاص وُہ لفظ ہونا چاہئے جس سے اُس زبان میں انسان کی ذات کو تعبیر ہوں، عربی میں **عنق و فرج** ایسے ہی ہیں اور ہماری زبان میں عنق و گردن وخاص لفظ وبینی وغیرہ ایسے نہیں، اور ہمارے یہاں کا یہ عام محاورہ ہے

---

[77] فتاوٰی ہندیہ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۸۵

[78] درمختار باب السابع مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۱۹

[79] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الطلاق نولکشور لکھنؤ ۱/ ۲۰۸

کہ فلاں شخص شہر بھر کی ناک ہے، خاندان کی ناک ہے، عورت موم کی ناک ہے، تو ظاہر اس میں طلاق ہو جانا چاہئے۔ اسی طرح فرج کا وُہ نام جس سے کل عورت مراد لیتے ہوں۔

فی الدر واذااضاف الطلاق الیھا اوالٰی مایعبربہ عنھا کالرقبۃ والعنق والروح والبدن والجسد (الاطراف داخلۃ فی الجسد دون البدن) والفرج والوجہ والراس وکذاالاست بخلاف البضع والدم علی المختار خلاصۃ او اضافہ الٰی جزء شائع منھا کنصفھا وثلثھا الٰی عشرھا (وکذالواضافہ الٰی جزء من الف جزء منھا کما فی الخانیۃ) وقع لعدم تجزیہ[80] اھ مزیدا من ردالمحتار وفیہ ایضا کمالایقع لواضافہ الی الانف[81]۔	در مختار میں ہے کہ جب طلاق کو بیوی کی طرف یا اس کے ایسے حصے کی طرف منسوب کرے جس سے بیوی کی شخصیت مراد لی جاتی ہو، مثلاً گردن، رقبہ، روح، بدن، جسم (ہاتھ اور پاؤں جسد کا حصّہ ہیں بدن کا حصہ نہیں ہیں) شرمگاہ، چہرہ، سَر اور اسی طرح سرین، تو بیوی کو طلاق ہو گی، مگر بضع، دُبر اور خُون کی طرف نسبت کی طلاق نہ ہو گی۔ خلاصہ میں اس کو مختار قرار دیا ہے، اور یُونہی اگر طلاق کو بیوی کے غیر معیّن حصّہ مثلاً نصف، ثلث تا دسویں حصّہ کی طرف منسوب کیا اور اگر معیّن حصہ خواہ کتنا مثلاً ہزارواں حصّہ تو طلاق ہو جائے گی کیونکہ طلاق کے اجزاء نہیں ہیں جیسا کہ خانیہ میں اضافہ ہے اھ ردالمحتار میں اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح ناک کی طرف طلاق کی نسبت، مثلاً تیری ناک کو طلاق، تو طلاق نہ ہو گی۔ (ت)

کسی سے اپنی عورت کی نسبت کہا اُسے اس کی طلاق کی خبر دے یا[۶۱] مژدہ دے یا[۶۲] اس کی طلاق کی خبر اس کے پاس لے جا یا[۶۳] اسے خبر دے یا[۶۴] اس لکھ بھیج یا اس سے کہہ کہ وہ مطلقہ ہے یا[۶۶] اس کے لئے اس کی طلاق کی سند یا[۶۷] یاداشت لکھ دے ابھی طلاق ہو گئی اگرچہ یہ اس سے نہ کہے نہ لکھے، اور یُوں کہا کہ اس سے کہہ کہ تُو مطلقہ ہے تو جب جا کر کہے گا اس وقت پڑے گی ورنہ نہیں،

فی الخانیۃ رجل قال لغیرہ اخبرامرأتی بطلاقھا او احمل الیھا طلاقھا اواخبرھا انھا طالق	خانیہ میں ہے، اگر دُوسرے شخص کو کہا، میری بیوی کو اس کی طلاق کی خبر دے، یا، اس کی طلاق اس کی طرف لے جا، اسکو خبر دے دو یا کہہ دو کہ وُہ طلاق والی ہے،

[80] درمختار باب الصریح مطبع مجتبائی دہلی ۲۱۹/۱، ردالمحتار باب الصریح مطبع مجتبائی دہلی ۴۳۶/۲

[81] درمختار باب الصریح مطبع مجتبائی دہلی ۲۱۹/۱

اوقل لها انها طالق طلقت للحال ولایتوقف علی وصول الخبر الیها ولاعلی قول المامور ذٰلک، ولوقال قل لها انت طالق لایقع الطلاق مالم یقل لها المامور ذٰلک، ولو قال اکتب لها طلاقها ینبغی ان یقع الطلاق للحال کما لوقال احمل الیها طلاقها، وکما لو قال اکتب الٰی امرأتی انها طالق[82]، وخالف العقود فی مسئلة قل لها هی کذا فجعله توکیلا فراجع عــــه۔	توان صورتوں میں اسی وقت طلاق ہوجائے گی اور بیوی کو خبر پہنچنے یا اس شخص کے بیوی کو کہہ دینے پر موقوف نہ ہوگی، اور اگر یُوں کہا کہ تُو اس کو کہہ دے کہ تُو طلاق والی ہے تو اس صورت میں اس وقت تک طلاق نہ ہوگی جب تک وُہ شخص بیوی کو یہ بات کہہ نہ دے، اور اگر دوسرے کو کہا کہ تُو میری بیوی کو طلاق لکھ دے، تو اسی وقت طلاق ہوگی جس طرح کہ کہا "اس کو طلاق پہنچادے" یا جس طرح کہا "تو میری بیوی کی طرف لکھ دے کہ اس کو طلاق ہے۔" اور عقوددریہ نے "بیوی کو کہہ دے کہ اس کو طلاق ہے" کے مسئلہ میں مخالف قول کیا ہے اور کہا کہ یہ خاوند کی طرف سے یہ دوسرے شخص کو وکیل بنانا ہے، تو عقوددریہ کی طرف تحقیق کے لئے رجوع کرنا چاہئے۔ (ت)

عــــه: عبارة العقود هکذا سئل فی رجل قال لاٰخر قل لامرأتی تکون طالقة بالثلث ولم یقل لها الاٰخر شیئا فهل لاتطلق مالم یقل لها الجواب نعم لانه توکیل کما صرح به فی البزازیة فی نوع الفاظه[83] اھ وکنت کتبت علی هامشه مانصه، **اقول:** المضارع

عقود کی عبارت یُوں ہے: اس شخص کے متعلق سوال ہُوا جس نے دُوسرے کو کہا "تُو میری بیوی سے کہہ دے کہ تُو تین طلاق والی ہے" اور جبکہ دوسرے شخص نے یہ بات اس کی بیوی کو نہ کہی ہو تو کیا طلاق نہ ہوگی جب تک وُہ شخص بیوی کو یہ بات نہ کہہ دے، اس سوال کے جواب میں فرمایا ہاں (نہ ہوگی) کیونکہ وکالت ہے جیسا کہ بزازیہ میں اس کی تصریح "طلاق کے الفاظ کے اقسام" میں ہے اھ۔ میں نے اس کے حاشیہ پر لکھا، جو یہ ہے، **اقول:** (میں کہتا ہوں) مضارع (باقی اگلے صفحہ پر)

---

[82] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الطلاق نولکشور لکھنؤ ۱/۲۱۰

[83] العقود الدریة کتاب الطلاق حاجی عبدالغفار و پسران قندھار افغانستان ۱/۴۱

[68]میں تجھے طلاق دیتاہُوں،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

انما یعمل اذا غلب للحال ح،هو کقوله قل لها هی طالق وصرح فی الخانیه انها تطلق بذٰلك فی الحال بخلاف قوله قل لها انت طالق فلاتطلق مالم یقل،راجع و حرر وان كانت المسئلة(اعنی مسئلة العقود)قل لامرأتی تکوی طالقة(بزيادة الياء وحذف النون كما هو لغة شائعة لاسیمافی العوام حتی تکون الصيغة للخطاب)فالجواب صحيح بلاريب وموافق لما فی الخانية فلتراجع البزازية اهثم من المولی سبحٰنه وتعالٰی بالبزازية فاتضح ان الامر كما فهمت وان (تکون)تصحيف من(تکونی)فان عبارة البزازية هكذا قال لها قولی اناطالق فقالت وقع وان لم یقل لا،بخلاف مالو قال لاٰخر قل لامرأتی

کا صیغہ طلاق میں تب عمل کرے گا جب اس سے غالب طور پر حال مراد ہو، تو ایسی صورت میں اس کا حکم ایسا ہوگا جیسے خاوند دوسرے کو کہے کہ بیوی کو کہہ دو اس کو طلاق ہے، اور خانیہ میں تصریح ہے کہ اس سے اسی وقت طلاق ہو گی، بخلاف جب کہے " بیوی کو تُو کہہ دے کہ تجھے طلاق ہے" تو طلاق نہ ہو گی جب تک وہ نہ کہہ دے اس کی طرف رجوع کرکے دیکھو، اور اگر یہ عقود کا مسئلہ، یوں ہو کہ، دوسرے کو خاوند کہے، کہ، تُو میری بیوی سے کہہ دے "تو طلاق والی ہو جا" (تکون میں نون کا حذف اور یاء کا اضافہ کرکے کہے جیسا کہ یہ عام طور پر خصوصًا عوام میں مشہور ہے، تو یہ بصیغہ امر خطاب ہوگا) تو عقود کا یہ جواب بلاشک وشبہہ درست ہوگا، اور خانیہ کے بیان کے موافق ہوگا، تو بزازیہ کی عبارت پر غور کرو اھ، پھر اللہ تعالٰی نے احسان فرماکر بزازیہ کا مسئلہ واضح کردیا کہ معاملہ وہی ہے جو میں نے ذکر کیا اور سمجھا کہ "تکونی" کی تبدیلی میں "تکون" ہوگیا، کیونکہ بزازیہ کی عبارت یُوں ہے خاوند نے یہ کہہ دیا تو طلاق ہو جائے گی ورنہ اگر خاوند نے نہ کہا تو طلاق نہ ہو گی، اس کے برخلاف جب خاوند نے دُوسرے شخص کو کہا کہ تُو میری بیوی سے (باقی برصفحہ آئندہ)

فی الھندیۃ وفی المحیط لوقال بالعربیۃ اطلق لایکون طلاقا الااذا غلب استعمالہ للحال فیکون طلاقا[84]، وفیھا عن الخلاصۃ قالت طلاق بدست مرا طلاق کن فقال الزوج طلاق میکنم طلاق میکنم وکرر ثلثا طلاقت ثلثا بخلاف قولہ کنم لانہ استقبال فلم یکن تحقیقا بالتشکیک۔[85]	ہندیہ میں ہے: اور محیط میں ہے اگر عربی میں مضارع (اطلق) کہا تو طلاق نہ ہوگی، مگر جب یہ لفظ غالب طور پر حال کے لئے استعمال ہوتا ہو تو طلاق ہوجائے گی، اور ہندیہ میں خلاصہ سے منقول ہے کہ بیوی نے خاوند کو کہا "طلاق تیرے اختیار میں ہے مجھے طلاق کردے" تو خاوند نے اگر جواب میں یہ کہا "میں طلاق کررہا ہُوں طلاق کررہا ہوں" تین مرتبہ تکرار کیا تو تین طلاقیں ہوں گی، اس کے برخلاف اگر یُوں کہے "میں کروں گا" تو طلاق نہ ہوگی کیونکہ یہ استقبال ہے لہذا شک ہوگا اور طلاق نہ ہوگی۔ (ت)

۲۹ میں تجھے طلاق چھوڑتا ہوں،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

انہا طالق حیث تطلق قال الرجل ام لا، اصلہ ماذکر فی الاصل قال لاٰخر اخبرھا بطلاقھا او بشرھا اواحمل الیھا طلاقھا یقع اخبر ام لا، ولو قال لاٰخر قل لھا انت طالق لاتطلق مالم یقل لانہ توکیل[86] اھ فھو کما تری مطابق لما فی الخانیۃ ومختص بصورۃ الخطاب۔ واللہ تعالٰی اعلم بالصواب منہ۔	کہہ دے کہ "وہ طلاق والی ہے" تو طلاق ہوجائے گی وہ شخص بیوی سے کہے یا نہ کہے، اس کا اصل مبسوط میں مذکور ہے کہ خاوند نے دوسرے کو کہا کہ تُو میری بیوی کو طلاق کہہ دے یا اس کو خوشخبری طلاق کی دے یا تو اس کی طلاق اس کو لیجادے، ان صورتوں میں خبر دے یا نہ دے ہر طرح طلاق ہوگی اور خاوند نے دوسرے کو یُوں کہا کہ تُو میری کو کہہ کہ تجھے طلاق ہے، توجب تک وُہ شخص بیوی کو کہہ نہ دے گا طلاق نہ ہوگی، کیونکہ یہ اس شخص کو وکیل بنانا ہوا اھ، تو جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں یہ خانیہ کے مطابق ہے اور خطاب کے صیغہ سے مختص صورت ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم بالصواب۔ (ت)

---

[84] فتاوٰی ہندیہ الفصل السابع فی الطلاق بالفاظ الفارسیہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۸۴

[85] فتاوٰی ہندیہ الفصل السابع فی الطلاق بالفاظ الفارسیہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۸۴

[86] فتاوٰی ہندیہ علی ہامش فتاوٰی ہندیہ کتاب الطلاق نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۷۵۔ ۱۷۴

فی ردالمحتار عن البحر من الصریح المضارع اذاغلب فی الحال[87] اھ قلت فکیف اذا تمحض لہ وچھوڑنا من الصریح بلساننا۔	ردالمحتار میں بحر سے منقول ہے کہ مضارع کا صیغہ جب حال کے لئے غالب الاستعمال ہو تو یہ طلاق صریح میں شمار ہوگا، **قلت** (میں کہتا ہوں) اور اگر خالص حال کے لئے ہو تو پھر طریق اولٰی صریح ہوگا جبکہ "چھوڑنا" کا لفظ ہماری زبان میں طلاق میں صریح ہے (ت)

ہاں اگر عزم وارادہ کی نیت پر کہے گا بایں معنٰی کہ تجھے طلاق دیا چاہتا ہوں تو عنداللہ طلاق نہ ہوگی،

فی الخیریۃ یدین علی کل حال أی ولو غلط فی الحال[88]۔	فتاوٰی خیریہ میں ہے: مضارع میں خاوند کی بات پر دیانۃً تصدیق بہرحال ہوگی اگرچہ وہ مضارع، حال کے معنٰی میں غالب ہو۔ (ت)

۲ے تجھ پر دو۲ مہینے سے طلاق ہے اور واقع میں نہ دی تھی ابھی پڑ گئی بشرطیکہ نکاح کو دو۲ مہینے سے کم نہ ہوئے ہوں ورنہ کچھ نہیں، اور اگر جھوٹی خبر کی نیت تھی تو عنداللہ کچھ نہیں یہ ہر صیغہ میں جاری ہے،

کمافی الخیریۃ وغیرھا وفیہ ایضاقال لھا انت مطلقۃ من شھرین ویقول نویت الاخبار فی الماضی کاذباھل یقع علیہ الطلاق ام لاواذا قلتم یقع ھل لہ ان یردھا ام لا، اجاب یقع قضاء لادیانۃ وعلی حکم القضاء لہ مراجعتھا فی العدۃ بغیرعقد وبعدھا بعقدجدید حیث لم یصدر منہ سوی ماذکر،[89] وفی الدروکذاانت طالق امس وقد نکحھا الیوم ولونکحھا قبل امس وقع الاٰن لان الانشاء فی الماضی انشاء فی الحال[90]۔(ملخصًا)	خیریہ وغیرہ میں جیسے ہے کہ اگر کہا "تُو دو۲ ماہ سے مطلقہ ہے، اور اس کے بعد کہا کہ میں نے یہ ماضی کی خبر کاذب کے طور پر کہا ہے، تو کیا اس پر طلاق ہوگی یا نہیں اور اگر آپ فرمائیں کہ طلاق ہوگی تو اس کو رجوع کا حق ہوگا یا نہیں، اس کا جواب دیا کہ قضاءً طلاق ہوگی دیانۃً نہ ہوگی، اور قاضی کے فیصلہ پر اس کو عدت میں بغیر نکاح اور عدّت کے بعد جدید نکاح سے رجوع کا حق ہوگا، جبکہ مذکورہ کارروائی کے علاوہ خاوند نے کچھ اور نہ کہا ہو، اور دُر میں ہے کہ یُوں ہی اگر خاوند نے کہا "تو گزشتہ روز سے طلاق والی ہے" تو اگر نکاح آج کیا ہو تو یہ بات لغو ہوگی اور گزشتہ روز سے قبل نکاح کیا ہو تو ابھی سے طلاق ہوجائیگی کیونکہ ماضی کا انشاء حال کا انشاء متصور ہوگا (ت)

[87] ردالمحتار باب الصریح داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۴۳۰

[88] فتاوٰی خیریہ کتاب الطلاق دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۳۹

[89] فتاوٰی خیریہ کتاب الطلاق دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۵۰

[90] درمختار باب الصریح مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۲۰

۴۱؎ تجھ پر دو برس تک طلاق ہے، اس میں دو برس بعد پڑے گی،

فی الخیریۃ قال لها انت طالق الی سنتین ولانیۃ له فما الحکم، اجاب یقع علیها بعد السنتین طلقۃ واحدۃ رجعیۃ صرح به صاحب البحر والبزازیۃ والولو الجیۃ وغیرهم من کتب الحنفیۃ۔[91]	خیریہ میں ہے: اگر بیوی کو کہا "تجھے دو۲ سال پر طلاق" اور کوئی خاص نیّت نہ کی ہو تو کیا حکم ہے، تو جواب دیا کہ دو۲ سال بعد رجعی طلاق ہوگی اس کی تصریح بحر، بزازیہ اور ولوالجیہ وغیرہ کتبِ حنفیّہ میں موجود ہے۔(ت)

۴۲؎ تجھ پر یہاں سے عرب تک طلاق، اور اگر یُوں کہا کہ اتنی لمی یا بڑی طلاق تو بائن ہوگی،

فی الدر وبقوله من هنا الی الشام واحدۃ رجعیۃ مالم یصفها بطول اوکبر فبائنۃ۔[92]	در میں ہے: خاوند نے کہا "تجھے یہاں سے ملک شام تک طلاق ہے تو ایک رجعی طلاق ہوگی بشرطیکہ اس نے طلاق کو کسی طوالت یا بڑائی سے موصوف نہ کیا ہو، اور اگر ایسی صفت سے موصوف کیا تو بائنہ ہوگی(ت)

۴۳؎ تو فلاں عورت سے زیادہ مطلّقہ ہے، طلاق ہوجائے گی اگرچہ فلاں عورت مطلقہ نہ بھی ہو،

بخلاف مالو قال بالعربیۃ انت اطلق من فلانۃ فلاتطلق الابالنیۃ بشرط ان تکون فلانۃ مطلقۃ فقد عد فی الدر قوله انت اطلق من امرأۃ فلان وھی مطلقۃ[93]، من الکنایات التی یقع بها الرجعی، قال الشامی عللہ فی الفتح بان افعل التفضیل لیس صریحا فافهم[94] اھ بخلاف مانحن فیه فانه مطلقۃ صریحۃ ولایعتریه الاحتمال بزیادۃ فما فیه الاثبات الطلاق	بخلاف اس کے جب بزبان یُوں کہا "انت اطلق من فلانۃ" تو نیّت کے بغیر طلاق نہ ہوگی، نیت سے بھی تب ہوگی جب وُہ فلاں عورت مطلقہ ہو، خاوند کے اس قول کہ "تجھے فلاں کی عورت سے بڑی طلاق بشرطیکہ وُہ فلاں کی عورت مطلقہ ہو تو در میں اس کو ان کنایات میں شمار کیا ہے جن سے ایک رجعی طلاق ہوتی ہے۔ علامہ شامی نے اس پر فرمایا کہ فتح میں اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ صیغہ تفضیل طلاق میں صریح نہیں ہے، غور کرو اھ، اس کے برخلاف وُہ

[91] فتاوٰی خیریہ کتاب الطلاق دار المعرفۃ بیروت ۱/۵۱

[92] درمختار باب الصریح مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۱۹

[93] درمختار باب الکنایات مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۲۵

[94] ردالمحتار باب الکنایات داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۶۶

والزیادۃ وقد حققناہ فیما علقناہ علی ردالمحتار۔	صورت جو ہم نے ذکر کی ہے کیونکہ وُہ صریح مطلقہ ہے اس میں زیادتی وغیرہ کا احتمال رکاوٹ نہ ہوگا یہ طلاق اور زیادتی کا اثبات ہے اور اس کو ہم نے ردالمحتار کے حاشیہ میں محقق کیا ہے۔(ت)

ان سب صورتوں میں بے حاجت نیت طلاق رجعی پڑتی ہے، ١اے مطلقہ بسکون طاء، **فی الدر انت مطلقة بالتخفیف** (در میں ہے خاوند نے مُطْلَقِہ یعنی ط پر جزم کے ساتھ، بیوی کو کہا "تُو مُطْلَقِہ ہے"۔ت) ٢میں نے تیری طلاق چھوڑدی، ٣میں نے تیری طلاق روانہ کردی، ٤میں نے تیری طلاق کا راستہ چھوڑدیا،

فی ردالمحتار قولہ خلیت سبیل طلاقك وکذا خلیت طلاقك او ترکت طلاقك ان نوی وقع والا فلا خانیة۔[95]	ردالمحتار میں ہے: خاوند نے کہا "میں نے تیری طلاق کا راستہ چھوڑدیا، میں نے تیری طلاق روانہ کردی، میں نے تیری طلاق چھوڑدی" تو اگر نیّت کی تو طلاق ہوگی ورنہ نہیں، خانیہ۔(ت)

٥تجھ پر ط،ل،ا،ق۔ ٦تجھ پر طا، لام الف، قاف۔

فی ردالمحتار قولہ او ط ل ا ق ظاھر ماھنا مثلہ فی الفتح والبحران یاتی بمسمّی احرف الھجاء والظاھر عدم الفرق بینھا وبین اسمائھا ففی الذخیرۃ قال لامرأتہ الف نون تاء طاء الف لام قاف انہ ان نوی الطلاق تطلق المرأۃ[96]۔(ملخصًا)	ردالمحتار میں ہے: یا خاوند کا قول ط،ل،ا،ق تو یہ طلاق میں ظاہر ہے، اسی کی مثل فتح اور بحر میں ہے کہ حروف ہجاء اور اس کے مسمّٰی کو ذکر کرے تو ظاہر میں کوئی فرق نہیں، ہم نے حروف کے اسماء کو بیان کردیا ہے تو ذخیرہ میں ہے کہ اگر بیوی کو کہا الف، نون، تاء، طاء، الف، لام، قاف، اور طلاق کی نیت کیا تو طلاق ہوگی (ملخصًا)۔(ت)

٧میں نے تیری طلاق تجھے ہبہ کی، ٨قرض دی، ٩تیرے پاس گرو کی، ١٠امانت رکھی، ١١میں نے تیری طلاق چاہی، ١٢تیرے لئے طلاق ہے، اللہ نے تیری طلاق چاہی، ١٣اللہ تعالٰی نے تیری طلاق مقدر کی،

فی ردالمحتار وغیر ذٰلك مثل الطلاق	ردالمحتار میں ماتن کے قول وغیرہ ذٰلک کے تحت

[95] ردالمحتار باب الکنایات مطبع مجتبائی دہلی ۲/۴۶۶

[96] ردالمحتار باب الصریح داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۳۰

علیك وھبتك طلاقک،بعتك طلاقك اذا قالت اشتریت من غیر بدل،خذی طلاقك اقرضتك طلاقك شاء اللہ طلاقك او قضاء او شئت ففی الکل یقع بالنیة رجعی کما فی الفتح.زادفی البحر الطلاق لك الخ [97] وفیہ امامافی البحر ایضا من ان منہ اودعتك طلاقك ورھنتك طلاقك فسیذکر الشارح تصحیح عدم الوقوع بہ [98] **اقول:** ای ان لم ینولان المقصود بہ الرد علی البحر فی جعلہ صریحا۔	بیان کیا،مثلاً میں نے تجھے تیری طلاق ہبہ کی،میں نے تیری طلاق تجھ کو فروخت کی جب جواب میں عورت یہ کہے کہ میں نے بدلہ کے بغیر خریدی،میں نے تیری طلاق تجھے قرض دی،اللہ نے تیری طلاق چاہی،یا اللہ نے تیری طلاق مقدر فرمائی،کیا تُو چاہتی ہے،ان مذکورہ صورتوں میں نیت کی تو ایک طلاق رجعی ہوگی جیسا کہ فتح میں ہے،بحر میں اس پر زائد ہے تیرے لئے طلاق ہے الخ اور اسی ردالمحتار میں ہے لیکن جو بحر نے افادہ فرمایا وُہ بھی کہ،میں نے تیرے پاس تیری طلاق امانت رکھی ہے یا رہن رکھی ہے،اس پر شارح طلاق نے واقع ہونے کی تصحیح ذکر کررہے ہیں،**اقول:** (میں کہتاہوں) یعنی اگر نیت نہ کی ہو تو یہ مسئلہ ہے کیونکہ اس سے مقصد بحر پر رَد کرنا ہے کیونکہ وُہ اس کو صریح قرار دیتے ہیں۔ (ت)

۱۵میں نے تیری طلاق تیرے ہاتھ بیچی،عورت نے کہا میں نے خریدی،اور کسی عوض مالی کا ذکر نہ ہوا ورنہ بائن ہوگی)

فی ردّالمحتار عن البحر ولو قال بعت منك تطلیقة فقالت اشتریت یقع رجعیا مجانالانہ صریح [99] اھ وفی الدر وحکم الواقع بالطلاق الصریح علی مال طلاق بائن [100]۔	ردالمحتار میں بحر سے منقول ہے:اگر خاوند نے کہا میں تجھے ایک طلاق فروخت کرتا ہوں،تو بیوی نے جواب میں کہا میں نے خریدا،تو بلامعاوضہ ایک طلاق رجعی ہوگی،کیونکہ یہ صریح ہے اھ اور دُر میں ہے کہ مال کے بدلے صریح طلاق واقع ہو تو وُہ بائنہ کے حکم میں ہوگی (ت)

[97] ردالمحتار باب الکنایات داراحیاء التراث العربی بیروت ۴۶۷/۲

[98] ردالمحتار باب الصریح داراحیاء التراث العربی بیروت ۴۳۰/۲

[99] ردالمحتار باب الخلع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵۵۹/۲

[100] درمختار باب الخلع مطبع مجتبائی دہلی ۲۴۵/۱

(۱۶) میں نے تجھے اس عورت پر طلاق دی کہ تُو اتنے دنوں کے لئے فلاں مطالبہ مجھ سے ہٹادے۔

فان العوض غیر مال ففی ردالمحتار بعد ذکر الطلاق علی مال بخلاف طلقنی علی ان اؤخر مالی علیک، فان التاخیر لیس بمال وصح التاخیر لوله غایة معلومة والا فلا، والطلاق رجعی مطلقا بحر عن البزازیة[101]، کمامر۔	کیونکہ یہ عوض مال نہیں تو ردالمحتار میں طلاق بعوض مال کے بعد ذکر کیا، بخلاف اس کے کہ جب بیوی کہے میرا جو مال تیرے ذمّہ ہے اسے میں تجھ پر مؤخر کرتی ہوں اس کے عوض تُو مجھے طلاق دے۔ خاوند نے اس پر طلاق دے دی تو وُہ رجعی ہوگی کیونکہ یہ عوض یعنی تاخیر مال نہیں ہے۔ اگر مال کی کوئی مدّت مقرر تھی یہ تاخیر درست ہوگی ورنہ نہیں، بزازیہ سے بحر نے گزشتہ کی طرح نقل کیا۔ (ت)

۱۷میں نے طلاق تیرے دامن میں رکھ دی عـــہ۱

فی الخزانة عن الخلاصة ولو قال ہزار طلاق در دامنت کردم ان نوی او کان فی حال مذاکرة الطلاق یقع والا فلا[102]۔	خزانہ میں خلاصہ سے منقول ہے کہ خاوند نے کہا "میں نے تیرے دامن میں ہزار طلاق رکھ دی ہے" اگر نیت کی تو طلاق ہوگی، یونہی اگر یہ بات طلاق کے مذاکرہ کے بعد کہی تو طلاق واقع ہوگی ورنہ نہیں۔ (ت)

۱۸عدت بیٹھ فی ردالمحتار عـــہ۲، ۱۹تجھ پر ایک،

عـــہ۱: **اقول:** شاید مسئلہ دامن ومسئلہ سابقہ چادر میں فرق بوجہ اضافت وعدمِ اضافت طلاق ہے کہ وہاں یہ کہا تھا تیری طلاق تیرے آنچل باندھی، لہٰذا بے نیّت پڑ گئی، یہاں صرف طلاق کہا، تیری طلاق نہ کہا لہٰذا نیّت پر رہی، ولیحرر، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم ۱۲ منہ

عـــہ۲: ھٰھنا فی الاصل بیاض ولعل العبارة المطلوبة منھا ھی مانقل ھھنا فی الذیل قوله اعتدی امر بالاعتداد الذی ھو من العدة او من العد، ای اعتدی نعمی علیك بدائع اھ الفقیر حامد رضا قادری غفرله۔	یہاں قلمی نسخہ میں بیاض ہے ہوسکتا ہے اس سے مطلوب وُہ عبارت ہو جس کی ذیل میں نقل کیا جاتا ہے کہ اعتدی، اعتداد سے امر ہے جو عدت سے ہے یا عد سے ہے یعنی میرے نکاح کو اپنے اُوپر خدا کو نعمت شمار کر، بدائع اھ ۱۲ الفقیر حامد رضا قادری غفرلہ (ت)

---

[101] ردالمحتار باب الخلع مطبع مجتبائی دہلی ۲/۵۶۰

[102] خزانة المفتین فصل فی صریح الطلاق قلمی نسخہ ۱/۱۰۸

فی المتون انت واحدۃ ویعرف ماترجمنا من یعرف الدلیل۔	متون میں ہے: تو ایک ہے، تو ہمارے قائم کردہ عنوان سے دلیل جاننے والے کو معلوم ہے۔(ت)

۱۰ تجھ پر دو، اس میں دو ۲ طلاقیں رجعی بحالتِ نیّت پڑیں گی،

فانه مثله بعین الوجه لان الوقوع بطلاق مضمر فکان رجعیا ویحتمل غیرہ فتوقف علی النیّۃ وعد فی البحر من ھذا القسم لست لی بامرأۃ وما انالك بزوج[103]، حیث یقع رجعی ان نوی **قلت** والوقوع به مذھب الامام وعندھما لاوان نوی کما فی الخانیة و قد قدم قول الامام لکن فی الخلاصة وخزانة المفتین وجواھر الاخلاطی والھندیة فی قوله توزن من نیی لایقع وان نوی ھوالمختار[104]، والله تعالٰی اعلم۔	کیونکہ یہ بھی پہلی ہی وجہ کی طرح معلوم ہے کہ یہاں لفظ طلاق پوشیدہ ہے جس سے یہ طلاق رجعی ہوگی، اور غیر طلاق کا احتمال ہونے کی وجہ سے نیت پر موقوف ہوگی، اور بحر میں اسی قسم سے شمار کیا ہے جب یہ کہے کہ "تُو میری بیوی نہیں اور میں تیرا خاوند نہیں" نیت کی تو ایک رجعی طلاق ہوگی، **قلت** (میں کہتا ہوں) اس کلام سے طلاق کا وقوع امام اعظم رحمہ اللہ تعالٰی کا مذہب ہے اور صاحبین کے نزدیک نیّت کے باوجود طلاق نہ ہوگی، اور بحر میں امام کے قول کو پہلے ذکر کیا ہے، لیکن خلاصہ، خزانۃ المفتین، جواھر الاخلاطی اور ہندیہ میں مذکور ہے کہ خاوند نے کہا "تو میری بیوی نہیں ہے" تو نیت کے باوجود طلاق نہ ہوگی، یہی مختار ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

ان سب میں نیت کی حاجت ہے اگر نیت نہیں تو کچھ نہیں اور ہے تو طلاق رجعی عــہ ۔ ۱ بے وجہ بے سبب طلاق

عــہ: اصل میں اتنی عبارت اور زائد ہے یہ دوسوبیس ۲۲۰ الفاظِ طلاق ہیں جن میں سے ایک سو تیس ۱۳۰ سے بائن پڑتی ہے، نوے ۹۰ سے رجعی۔ دونوں میں ننانوے ۹۹ سے بے نیّت باقی سے منوی، اور ہنوز ہر قسم میں زیادت کو اور الفاظ باقی اقوال بعد تکمیل الفاظ اضافہ فرمائے گئے لہٰذا منوی ایک سوپینتالیس ۱۴۵، غیر منوی ایک سوآٹھ ۱۰۸، یہ کل دوسوترپن الفاظ ہیں ۲۵۳، ایک سوساٹھ ۱۶۰ سے بائن اور ترانوے ۹۳ رجعی ۱۲ حامد رضا غفرلہ

---

[103] بحر الرائق باب الکنایات ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳/ ۳۰۰

[104] فتاوٰی ہندیہ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۸۶

دینا فی نفسہٖ ناپسندیدہ بلکہ شرعًا مذموم ہے، ۲خصوصًا بائن کے بے ضرورت محض بدعت وممنوع ہے۔ عورت کا معاذاللہ فاحشہ ہونا اگرچہ سب سے بڑھ کر اجازتِ طلاق کی وجہ، مگر بائن کی بھی کاربرآری ممکن کہ طلاق رجعی بطور مسنون دے اور رجعت نہ کرے خود ہی بائن ہوجائے گی، وقت طلاق میں بھی یہ خصوصیت ہے کہ زن مدخولہ کو ۳حیض یا ۴نفاس میں طلاق نہ دے مگر خلع وغیرہ جو طلاق مال کے عوض ہو وہ اس حال میں بھی جائز ہے، ۵عورت کی عمر اگر نو۹ برس سے کم ہے، ۶یا پچپن تک پہنچ چکی ہو، ۷یا جوان تو ہوئی مگر حیض کبھی نہ آیا، ۸یا حاملہ ہے تو ایس عورت کو ایک مہینے میں دو طلاق نہ دے، اور ۹جو عورت ان چار کے علاوہ ہے اسے ایسی پاکی نہ دے کہ اس میں یا ۱۰اس سے پہلے کے حیض میں یہ اسے طلاق دے چکا، یا ۱۱ان میں، یا ۱۲دھوکے سے دُوسرا شخص اس سے جماع کرچکا ہے، طلاق میں یہ بارہ ۱۲صورتیں منع ہیں، پھر ان سب ممانعتوں کے یہ معنٰی کہ مرد اُن کے خلاف سے گنہگار ہوگا ورنہ طلاق تو بہر حال پڑجاتی ہے جب تک عورت پر قیدِ نکاح یا عدّت اور مرد کے ہاتھ میں کوئی طلاق باقی ہے،

فی فتح القدیر اول کتاب الطلاق الاصح حظرہ الالحاجۃ غیران الحاجۃ لاتقتصر علی الکبر والریبۃ اھ ملخصًا[105].فی ردالمحتار ان الضعیف ھو عدم اباحتہ الا لکبر او ریبۃ والذی صححہ فی الفتح عدم التقیید بذٰلك کماھو مقتضی اطلاقھم الحاجۃ وبما قررناہ ظھران لامخالفۃ بین ماادعاہ انہ المذھب وما صححہ فی الفتح[106] اھ وفیہ عن البحر عن الفتح الواحدۃ البائنۃ بدعیۃ فی ظاھر الروایۃ[107] الخ	فتح القدیر میں کتاب الطلاق کے شروع میں ہے، اصح یہ ہے کہ طلاق ممنوع ہے مگر حاجت ہو تو ممنوع نہیں ہے، مگر حاجت صرف بڑھاپے اور شکوک میں منحصر نہیں ہے اھ ملخصًا۔ ردالمحتار میں ہے کہ طلاق کا صرف بڑھاپے یا شکوک کی بناء پر مباح ہونا ضعیف ہے اور جس کو فتح میں صحیح قرار دیا ہے اُس میں اِس کی قید نہیں بیان کی، جیسا کہ فقہاءِ کرام نے مطلق حاجت کو بیان کیا ہے، اور ہماری تقریر سے ظاہر ہوگیا کہ جس کے متعلق مذہب ہونے کا دعوی کیا اور جس کی تصحیح فتح میں کی ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اھ اور اسی میں بحر اور اس نے فتح سے نقل کیا کہ ایک بائنہ طلاق، ظاہر روایت میں بدعی طلاق

[105] فتح القدیر کتاب الطلاق نوریہ رضویہ سکھر ۳/۳۲۷

[106] ردالمحتار کتاب الطلاق داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۱۶

[107] کتاب الطلاق ۲/۴۱۸

فی الدر طلقة رجعية فقط فی طهر لاوطئ فيه احسن، وطلقة لغير موطؤة ولو فی حيض، ولموطوئة تفريق الثلث فی ثلاثة اطهار لاوطئ فيها ولافی حيض قبلها ولاطلاق فيه فيمن تحيض وفی ثلثة اشهر فی حق غيرها حسن وسنی، وحل طلاق الاٰيسة والصغيرة و الحامل عقب وطئ لان الكراهة فيمن تحيض لتوهم الحبل، والبدعی ماخالفهما والخلع فی الحيض لايكره والنفاس كالحيض[108] اھ ملخصا. قال الشامی قوله لاوطء فيه لم يقل، منه، ليدخل فی كلامه مالووطئت بشهة، فان طلاقها فيه حينئذ بدعی نص عليه الاسبيجابی، وبهذا عرف ان كلام المصنف اولی من قول غيره لم يجامعها فيه لكن لابدان

ہے الخ،اور دُر میں ہے کہ ایک رجعی طلاق ایسے طُہر میں جس میں وطی نہ کی ہو فقط وہی احسن طلاق ہے اور غیر موطؤہ بیوی کو اگرچہ حیض کے دوران ایک طلاق اور وطی شدہ کو تین طُہروں میں تین طلاقیں متفرق کرنا جن میں وطی نہ ہوئی اور نہ ایسے طُہر سے پہلے حیض میں وطی ہو اور نہ طلاق ہو حیض والی کے لئے، اور تین مہینوں میں تین طلاقیں متفرق کرنا جن میں وطی نہ ہوئی ہو اور نہ ایسے طہر سے پہلے حیض میں وطی ہو اور نہ طلاق ہو، حیض والی کے لئے، اور تین مہینوں میں تین طلاقیں متفرق کرنا جس کو حیض نہ آتا ہو، تو ایسی طلاقیں حسن اور سنی ہوں گی۔ اور بوڑھی، نابالغہ اور حاملہ کو وطی کے بعد طلاق دینا حلال ہے کیونکہ وطی کے بعد طلاق دینا اسلئے مکروہ ہے کہ حمل ٹھہرنے کا احتمال ہوتا ہے جو کہ جوان حیض والی میں ہوسکتا ہے، اور بدعی طلاق وُہ ہے جوان مذکورہ دو قسموں (احسن اور حسن) کے خلاف ہو، اور حیض میں خلع مکروہ نہیں اور نفاس بھی حیض کا حکم رکھتا ہے اھ ملخصا۔ علامہ شامی نے فرمایا: ماتن کا قول "وُہ طہر جس میں وطی نہ ہو" کہا، یہ نہ کہا کہ اس خاوند سے وطی نہ ہوئی ہو، یہ اس لئے تاکہ کلام شبہہ سے وطی کو بھی شامل ہوسکے، کیونکہ ایسی صورت میں بھی طلاق بدعی ہوگی جیسا کہ اس پر اسبیجابی نے نص کی ہے۔ اور اس سے معلوم ہُوا

[108] درمختار کتاب الطلاق مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۱۵تا۲۱۷

يقول ولافی حیض قبله ولاطلاق فیهما ولم یظهر حملها ولم تکن آیسة ولاصغیرة کما فی البدائع لانه لو طلقها فی طهر وطئها فی حیض قبله کان بدعیا، وکذا لوکان قد طلقها فیه وفی هذاالطهر، لان الجمع بین تطلیقتین فی طهر واحد مکروه عندنا[109]، قوله فی حق غیرها ای فی حق من بلغت بالسن ولم تر دما اوکانت حاملا او صغیرة لم تبلغ تسع سنین علی المختار او اٰیسة بلغت خمس وخمسین سنة علی الراجح، اما ممتدّة الطهر فمن ذوات الاقراء لانها شابة رأت الدم فلایطلقها للسنة الاواحدة مالم تدخل فی حدّ الایاس[110]، قال فی الذخیرة عن المنتقی لاباس بان	کہ مصنف کی کلام دُوسروں کی نسبت اولیٰ ہے کیونکہ دُوسروں نے یُوں کہا ہے کہ خاوند نے اس طُہر میں وطی نہ کی ہو، لیکن مصنف کی کلام میں یہ کہنا بھی ضروری تھا کہ اس طُہر سے قبل حیض میں بھی وطی نہ ہو اور نہ طلاق ہو، اور حمل ظاہر نہ ہو اور بوڑھی اور نابالغہ نہ ہو، جیسا کہ بدائع میں ہے کیونکہ اگر ایسے طُہر میں طلاق دی جس سے قبل حیض میں وطی کی ہو تو وہ طلاق بدعی ہوگی اگرچہ طُہر میں وطی نہ ہو، اور یُوں ہی اگر اس حیض میں طلاق کے بعد طُہر میں طلاق دی ہو کیونکہ ایسی صورت میں ایک طہر میں دو۲ طلاقیں شمار ہوں گی جو کہ ہمارے ہاں مکروہ ہے۔ اور ماتن کا قول کہ "اس کے غیر میں" یعنی وُہ عورت حیض کی بجائے عمر کے حساب سے بالغ قرار پائے اور اس نے کسی حیض کا خُون نہ دیکھا اور نہ پایا، یا عورت حاملہ ہو، یا ایسی نابالغہ جو نو۹ سال سے کم عمر والی ہو مختار قول کے مطابق، یا آئسہ (وہ عورت جو پچپن ۵۵ سال کو پہنچ چکی ہو) راجح قول کے مطابق، یا حیض والی عورتوں میں وُہ عورت جس کا طُہر دراز مدّت تک ختم نہ ہو، کیونکہ نوجوان عورت جس کو خونِ حیض آچکا ہے تو اس کو سنت طلاق صرف ایک ہی ہوگی جب تک وُہ حدایاس تک نہ پہنچی ہو۔ ذخیرہ میں منتقی سے منقول ہے: اگر بیوی سے کوئی ناپسندیدہ

[109] ردالمحتار کتاب الطلاق دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۴۱۸

[110] ردالمحتار کتاب الطلاق دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۴۱۹

يخلعها فى الحيض اذا اراى منها مايكره اھ وكذا الطلاق على مال لايكره فى الحيض كما صرح به فى البحر عن المعراج والمراد بالخلع ماذاكان خلعا بمال [111]، قوله والنفاس كالحيض قال فى البحر ولما كان المنع من الطلاق فى الحيض لتطويل العدة عليها كان النفاس مثله جوهرة [112]اھ ملتقطا۔ والله تعالٰى اعلم بالصواب۔	امر محسوس کرے تو حیض کے دوران بھی خلع کرنے میں کوئی حرج نہیں اھ یُوں ہی مال کے عوض طلاق حیض میں دی جائے تو مکروہ نہیں جیسا کہ بحر میں معراج سے نقل کرتے ہوئے تصریح کی ہے اور خلع سے مراد وُہ ہے جو مال کے عوض ہو۔ ماتن کا قول کہ "نفاس، حیض کی طرح ہے"۔ بحر میں فرمایا کہ حیض میں طلاق عورت کی عدت کو طوالت سے بچانے کی وجہ سے ممنوع ہے تو نفاس میں یہی بات ہے اس لئے یہ بھی حیض کی طرح ہے، اھ، (ردالمحتار کی تمام عبارت، ملتقطا) واللہ تعالٰی اعلم بالصواب۔ (ت)

فہرست الفاظِ طلاق

ان سب صورتوں میں اگر طلاق کی نیت ہو طلاق بائن پڑ جائے گی

نمبر شمار	الفاظِ طلاق	صفحہ	نمبر شمار	الفاظِ طلاق	صفحہ
۱	جا	۵۱۵	۱۱	سرک	۵۱۵
۲	نکل	۵۱۵	۱۲	جگہ چھوڑ	۵۱۵
۳	چل	۵۱۵	۱۳	گھر خالی کر	۵۱۵
۴	روانہ ہو	۵۱۵	۱۴	دُور ہو	۵۱۵
۵	اُٹھ	۵۱۵	۱۵	چل دُور	۵۱۵
۶	کھڑی ہو	۵۱۵	۱۶	اے خالی	۵۱۵
۷	پردہ کر	۵۱۵	۱۷	اے بَری	۵۱۵
۸	دوپٹہ اوڑھ	۵۱۵	۱۸	اے جُدا	۵۱۵
۹	نقاب ڈال	۵۱۵	۱۹	تو جُدا ہے	۵۱۵
۱۰	ہٹ	۵۱۵	۲۰	تو مجھ سے جُدا ہے	۵۱۵

[111] ردالمحتار کتاب الطلاق داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۱۸

[112] ردالمحتار کتاب الطلاق داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۱۸

نمبر شمار	الفاظِ طلاق	صفحہ	نمبر شمار	الفاظِ طلاق	صفحہ
۲۱	میں نے تجھے بے قید کیا	۵۱۵	۴۰	تشریف کاٹو کرالے جایئے	۵۱۵
۲۲	میں نے تجھ سے مفارقت کی	۵۱۵	۴۱	جہاں سینگ سمائے جا	۵۱۵
۲۳	رستہ ناپ	۵۱۶	۴۲	اپنا مانگ کھا	۵۱۵
۲۴	اپنی راہ لے	۵۱۶	۴۳	بہت ہو چکی اب مہربانی فرمایئے	۵۱۵
۲۵	کالا منہ کر	۵۱۶	۴۴	اے بے علاقہ	۵۱۵
۲۶	چال دکھا	۵۱۶	۴۵	منہ چھپا	۵۱۵
۲۷	چلتی بن	۵۱۶	۴۶	جہنم میں جا	۵۱۵
۲۸	چلتی نظر آ	۵۱۶	۴۷	چولھے میں جا	۵۱۵
۲۹	دفع ہو	۵۱۶	۴۸	بھاڑ میں جا	۵۱۵
۳۰	دال فے عین ہو	۵۱۶	۴۹	میرے پاس سے چل	۵۱۵
۳۱	رفو چکّر ہو	۵۱۶	۵۰	اپنی مراد پر فتحمند ہو	۵۱۵
۳۲	پنجرا خالی کر	۵۱۶	۵۱	میں نے نکاح فسخ کیا	۵۱۵
۳۳	ہٹ کے سڑ	۵۱۶	۵۲	تُو مجھ پر مثل مردار عـــہ۱	۵۱۵
۳۴	اپنی صورت گما	۵۱۶	۵۳	یا مثل سُوئر	۵۱۵
۳۵	بستر اٹھا	۵۱۶	۵۴	یا مثل شراب کے ہے	۵۱۵
۳۶	اپنا سُو جھتا دیکھ	۵۱۶	۵۵	تو مثل میری ماں عـــہ۲	۵۱۷
۳۷	اپنی گٹھڑی باندھ	۵۱۶	۵۶	یا بہن	۵۱۵
۳۸	اپنی نجاست الگ پھیلا	۵۱۶	۵۷	یا بیٹی کے ہے	۵۱۵
۳۹	تشریف لے جایئے	۵۱۶	۵۸	تو خلاص ہے	۵۱۵

عـــہ۱: نہ مثل بھنگ یا افیون یا مال فلاں یا زوجہ فلاں کے۔

عـــہ۲: یُوں کہا تُو ماں بیٹی ہے، تو گناہ کے سوا کچھ نہیں۔

نمبر شمار	الفاظِ طلاق	صفحہ	نمبر شمار	الفاظِ طلاق	صفحہ
۵۹	تیری گلوخلاصی ہوئی	۵۱۷	۷۹	تیری رسی چھوڑدی	۵۱۸
۶۰	توخالص ہوئی	۵۱۷	۸۰	تیری لگام اتارلی	۵۱۸
۶۱	حلال خدا	۵۱۷	۸۱	اپنے رفیقوں سے جاہل	۵۱۸
۶۲	یاحلال مسلماناں	۵۱۷	۸۲	مجھے تجھ پر کچھ اختیار نہیں	۵۱۹
۶۳	یاہر حلال مجھ پر حرام	۵۱۷	۸۳	خاوند تلاش کر	۵۱۹
۶۴	تومیرے ساتھ حرام میں ہے	۵۱۷	۸۴	میں تجھ سے جداہوں یاہوا [عــہ۲]	۵۲۰
۶۵	میں نے تجھے تیرے ہاتھ بیچا [عــہ۱]	۵۱۷	۸۵	میں نے تجھے جداکیا	۵۲۰
۶۶	میں تجھ سے باز آیا	۵۱۸	۸۶	میں نے تجھ سے جدائی کی	۵۲۰
۶۷	میں تجھ سے در گزرا	۵۱۸	۸۷	توخود مختار ہے	۵۲۰
۶۸	تُو میرے کام کی نہیں	۵۱۸	۸۸	توآزاد ہے	۵۲۰
۶۹	میرے مطلب کی نہیں	۵۱۸	۸۹	مجھ میں تجھ میں نکاح نہیں	۵۲۱
۷۰	میرے مصرف کی نہیں	۵۱۸	۹۰	مجھ میں تجھ میں نکاح باقی نہ رہا	۵۲۱
۷۱	مجھے تجھ پر کوئی راہ نہیں	۵۱۸	۹۱	میں نے تجھے تیرے گھر والوں [عــہ۳]	۵۲۱
۷۲	کچھ قابو نہیں	۵۱۸	۹۲	یاباپ	۵۲۱
۷۳	ملک نہیں	۵۱۸	۹۳	یاماں	۵۲۱
۷۴	میں نے تیری راہ خالی کردی	۵۱۸	۹۴	یاخاوندوں کودیا	۵۲۱
۷۵	تومیری ملک سے نکل گئی	۵۱۸	۹۵	یاخود تجھ کودے ڈالا	۵۲۱
۷۶	میں نے تجھ سے خلع کیا	۵۱۸	۹۶	مجھ میں تجھ میں کچھ معاملہ نہ رہا [عــہ۴]	۵۲۱
۷۷	اپنے میکے بیٹھ	۵۱۸	۹۷	میں تیرے نکاح سے بری ہوں	۵۲۱
۷۸	تیری باگ ڈھیلی کی	۵۱۸	۹۸	بیزار ہوں	۵۲۱

عــہ۱: اگرچہ کسی عوض کاذکر نہ کرے اور عورت کے اس کہنے کی بھی حاجت نہیں کہ میں نے خریدا۔

عــہ۲: فقط میں جداہوں یاہوا کافی نہیں اگرچہ بہ نیت طلاق کہے۔

عــہ۳: کیا میں نے تجھے تیرے بھائی یاماموں یاچچایاکسی اجنبی کودے دیاتوکچھ نہیں۔

عــہ۴: مجھ میں تجھ میں کچھ نہیں رہاسے کچھ نہیں اگرچہ نیّت کرے۔